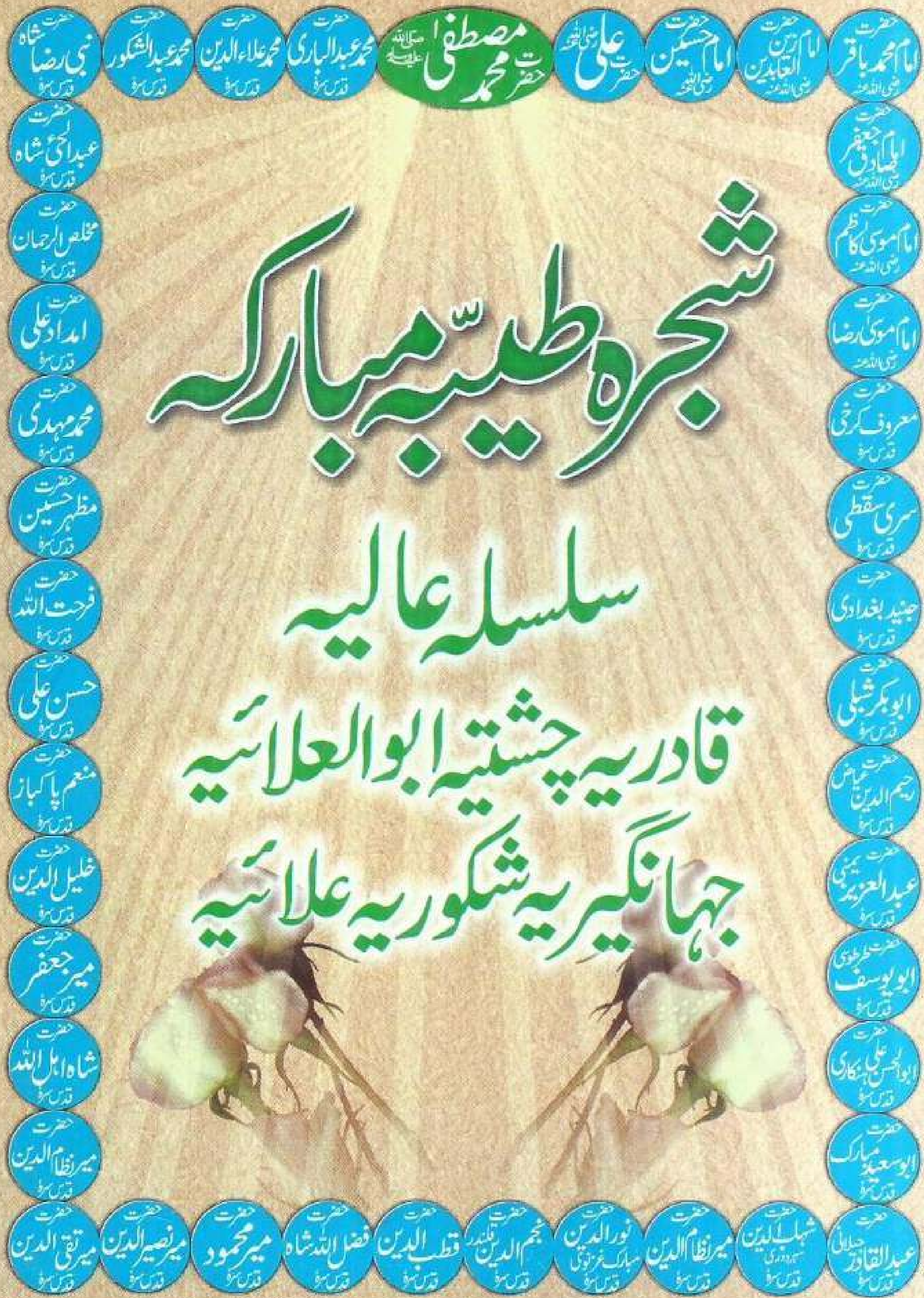


شجرہ طیبہ مبارکہ

سلسلہ عالیہ
قادریہ چشتیہ ابوالعلائیہ
جہانگیریہ شکوریہ علائیہ

مرتبہ

ڈاکٹر محمد نصیر الدین شکوری

مقام اشاعت

دربار عالیہ قادریہ شکوریہ علائیہ لکی نوشریف تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ


بسم الله الرحمن الرحيم

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ

سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(قرآن کریم)

ترجمہ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے

اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس

کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ تم فلاح حاصل

کرسکو۔

هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقیٰ جَلِيسُهُمْ

(بخاری شریف بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

یہ (ذکر الٰہی کرنے والے) ایسے اصحاب ہیں کہ ان
کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

ترتیب

صفحہ



عرض مرتب

حضرت قبلہ علاء الدین شاہ قدس اللہ سرہٗ کی سیرت کے متعلق تفصیل سے لکھنے کا ارادہ تھا مگر چند معنوی مجبوریوں کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔ موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ سید محمد نظام الدین شاہ مدظلہٗ نے ارادہ ظاہر فرمایا کہ سلسلہ عالیہ کا شجرہ طیبہ از سرنو زیور طبع سے آراستہ کرایا جائے۔ آپ کے مشورہ سے طے پایا کہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے متعلق ایک مختصر سا مضمون شاملِ طباعت کر دیا جائے، تاکہ بعد میں آنے والوں کو آپ کی سیرت کا ایک اجمالی تعارف حاصل ہو جائے۔ اس مضمون میں تطویل سے دامن بچاتے ہوئے میں نے کوشش کی ہے کہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی سیرت کا ہر روشن پہلو عیاں ہو جائے۔ روایتاً و درایتاً صحیح واقعات شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان واقعات میں دونوں قسم کی روایات شامل ہیں۔ کچھ لفظی ہیں اور کچھ میں واقعہ کی اصل روح کو برقرار رکھتے ہوئے ترتیب و الفاظ میرے ہیں۔ جن حضرات نے میرے ساتھ تعاون کیا، انکا ذکر میں نے حاشیہ میں کر دیا ہے۔ ان تمام حضرات کا بہت شکریہ!

مجھ تک جو کچھ پہنچا میں نے دیانت داری سے قارئین تک پہنچا دیا ہے۔ اگر سہواً کوئی خطا ہوئی ہے تو رب کی بارگاہ میں معافی کا طلبگار ہوں۔

اللہ کے مقبول بندوں میں ایک شانِ محبوبیت ہوتی ہے دعا ہے کہ اللہ کے محبوب بندوں کی یہی محبوبیت میرے لئے ذریعۂ نجات اور منزلِ آخر کی کامیابی کا وسیلہ بن جائے (آمین)

بحسن واہتمامت کار جامی
طفیلِ دیگراں یابد تمامی

فقط ناچیز
ڈاکٹر محمد نصیر الدین شکوری
Homoeopathician
دربارِ عالیہ قادریہ شکوریہ علائیہ لکی نوشریف (جھنگ)
۲۹ اکتوبر ۲۰۰۴ء

تاج الاولیاء

اعلیٰ حضرت محمد عبدالشکور

قدس اللہ سرہٗ العزیز

مدینہ سے ضیاء لے کر سراج الاولیاء تم ہو
خدا نے وہ دیا رتبہ کہ تاج الاولیاء تم ہو
(ابوالقاسم جہانگیری)

ولادت

سلطان العاشقین، رئیس المتاخرین، سند العارفین حضرت مولانا محمد عبدالشکور شاہ المخاطب بہ خطابِ غیبی تاج الاولیاء قادری چشتی جہانگیری قدس اللہ العزیز اپنے عہد کے ممتاز ترین اور اکابر بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ۱۲۹۴ھ میں ہندوستان کے عظیم الشان شہر لکھنؤ میں پیدا ہوئے، والد کا نام حضرت سید مکرم علی شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز تھا۔ لکھنؤ میں ہی دینی و دنیوی علوم سے آراستہ ہوئے۔

بیعت

اوائلِ عمر سے ہی طبیعت مبارک عبادت و ریاضت کی طرف مائل تھی۔ کسی کامل راہنما کی تلاش میں سرگرداں رہتے تھے۔ آخر تقدیر نے یاوری کی اور اُس دور کے جیدِ بزرگ عارف باللہ قطبِ دوراں قدوۃ السالکین حضرت شاہ محمد نبی[1] رضا قدس اللہ سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے ذوق و شوق اور سرشاری نے بہت جلد آپ کو مرشد کی نظروں میں مقبول کر دیا۔

---

[1] عارف باللہ قدوۃ السالکین حضرت محمد نبی رضا شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ تھے۔ ۲۵ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ بروز پیر ریاست رام پور قصبہ بھنسوڑی میں پیدا ہوئے۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ بمطابق ۲۶ مارچ ۱۹۱۱ء بروز اتوار وصال ہوا۔ مسلم قبرستان صدر بازار لکھنؤ میں آپ کا مزار زیارت گاہِ خلائق ہے (سیرت فخر العارفین از سکندر شاہ)

حالاتِ زندگی

عمر کا ابتدائی دور لکھنؤ ہی میں گزارا۔ جوانی کا آغاز ہوا، تلاشِ معاش ہوئی، نتیجتاً فوج میں ملازمت اختیار کرلی۔ بعدازاں یہی ملازمت لکھنؤ چھوڑنے کا سبب بنی لکھنؤ سے نصیر آباد۲؎ چھاؤنی منتقل ہوگئے۔ ایک طویل عرصہ آپ نے نصیر آباد میں گزارا۔ نصیر آباد سے واپس لکھنؤ تشریف لے گئے مگر مسافرانہ زندگی آپ کا مقدر ہو چکی تھی اس مرتبہ لکھنؤ سے چل کر الٰہ آباد قیام فرمایا۔ الٰہ آباد سے شاہجہان پور رونق افروز ہوئے۔ یہاں سے ایک مرتبہ پھر نصیر آباد چھاؤنی تشریف آوری ہوئی، کچھ دن کان پور میں بھی گزارے۔ آخر مستقلاً سکندر آباد (یوپی ضلع بلند شہر) میں سکونت پذیر ہوئے اور قیامِ پاکستان تک اسی شہر میں آباد رہے۔ سکندر آباد سے چند دنوں کیلئے جالندھر بھی تشریف لے گئے۔

خلافت

قیامِ نصیر آباد کے دوران آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ نبی رضا قدس اللہ سرہٗ نے آپ کو اپنی نیابت کیلئے منتخب فرمایا اور خلافت واجازت سے سرفراز کیا۔ یہ خلافت ایک نوازش نامے کے ذریعے عطا ہوئی کیونکہ آپ کا قیام نصیر آباد میں تھا اور آپ کے ہادیٔ برحق کی سکونت لکھنؤ میں تھی، نوازش نامہ میں تحریر تھا

بعد سلام و دعا کے واضح ہو کہ ہمارے پیر و مرشد کی طرف سے
آپ کو خلافت واجازت ہے اگر کوئی طالبِ حق آئے تو اسکو تعلیم
کردو اور سلسلہ میں داخل کر کے توبہ بھی کرا سکتے ہو۔

۲؎ نصیر آباد چھاؤنی شہر غریب نواز اجمیر شریف کے مضافات میں واقع ہے۔ اجمیر شریف سے فاصلہ ۱۴ میل ہے

اسی کوتم اپنا اجازت نامہ سمجھو اور ہمارے مریدان سلسلہ کو واضح
ہو کہ وہ بجائے ہمارے عبدالشکور کی تعلیم پر عمل کریں جو کچھ
دریافت کرنا ہو اُن سے کریں مجھ میں اور اُن میں کچھ فرق
نہ سمجھیں فقط

فقیر محمد نبی رضا
از صدر بازار لکھنؤ

غالباً یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق امیر خسرو نے کہا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ہر مرید کا مقصدِ زندگی یہی ہوتا ہے۔ ہر رَہرَ وِشوق کی منزل یہی مقام ہے اور یہ مقام آپ کو حاصل ہو گیا۔ آپ کی زندگی کے شب و روز بتاتے ہیں کہ آپ نے ہمیشہ اس مقام کے تقدس کو برقرار رکھا۔

لاہور آمد

پاکستان بن گیا۔ مخدوش حالات آہستہ آہستہ معمول پر آ گئے فضا پرامن ہو گئی مگر اس امن میں بھی ایک بے چینی کی کیفیت پائی جاتی تھی اسلئے آپ نے ہجرت کا ارادہ فرمالیا۔

جون ۱۹۴۸ء میں آپ نے سکندر آباد سے لاہور کیلئے ہجرت فرمائی ہجرت کا یہ سفر بذریعہ ہوائی جہاز تھا جس کا انتظام و اہتمام ہندو فوجیوں نے کیا تھا۔ بستی جیون ہانہ فیروز پور روڈ لاہور کو آپ نے مسکن قرار دیا اور عمر کا باقی حصہ اسی شہرِ خوبی میں بسر کیا۔

وصال

بتاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ بمطابق ۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء بروز یکشنبہ آپ کا وصال ہوگیا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم شاہ اکرام مدظلہٗ نے قطعہ تاریخ کہا ہے ؎

یا شکور است آستانت کعبۂ اہلِ یقیں
ازعقیدت بر درِ تو خلق می سائید جبیں

طبع مضطر شد چوں مائل بہرِ تاریخ وصال
گفت اکرامِ حزیں اے زینتِ خلد بریں
۱۳۷۴ھ

آپ کی ساری عمر مخلوقِ خدا کو معرفتِ الٰہی سے روشناس کراتے، شریعت پر عمل کی تلقین کرتے اور طریقت کے رموز بتاتے گزری۔

آپ وہ دریائے معانی تھے جس سے سینکڑوں تشنہ لبوں نے اپنی پیاس بجھائی۔

آپ وہ مہرِ ولایت تھے جسکی روشنی میں ہزاروں گم کردہ راہ منزل پہ پہنچے۔

آپ وہ ماہِ طریقت تھے جسکی روشنی لاتعداد دلوں کی ٹھنڈک تھی۔

حضرت میر محمد صدیق قاتل شکوریؒ نے خوب کہا ہے

یہ بات سچ ہے کہ ہم پایۂ حضور ہیں کم
پھر ان میں ایسے جو کامل بھی ہوں ضرور ہیں کم
کلامِ حق سے یہ ثابت ہوا ہے اے قاتلؔ
خدا کے بندے بہت ہیں مگر شکور ہیں کم

حضرت میر محمد صدیق قاتل شکوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت تاج الاولیاء قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے مزار شریف صدر کراچی میں ہے

مزارِاقدس

بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن فیروز پور روڈ لاہور میں آپ کا مزارِاقدس ہے جو آج بھی زیارت گاہ خلائق اور مرجع عشاق ہے

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما (حافظ شیرازی)

اولاد صلبی

آپ کی صلبی اولاد میں تین صاجزادے اور سات صاجزادیاں تھیں۔

صاجزادگان کے اسماء درج ذیل ہیں:۔

حضرت حکیم محمد علاء الدین شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز

حضرت صاجزادہ محمد عبدالستار شاہ تیغ قدس اللہ سرہٗ نور

آپ ستمبر ۱۹۴۶ء میں چند روز علیل رہ کر صرف ۳۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپ کا مرقد منور چھوٹا سونا پور (بائیکلہ) بمبئی میں ہے جو "درگاہِ ستاریہ" کے نام سے آج بھی مرجع خلائق ہے۔

حضرت محمد عبدالرؤف شاہ نیر قدس اللہ سرہٗ

آپ کا وصال مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۶۸ء بمطابق یکم ربیع الاوّل ۱۳۸۸ھ بروز بدھ ہوا۔ بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن فیروز پور روڈ لاہور دربارِ عالیہ قادریہ شکوریہ میں اپنے والدِ محترم سراپا کرمؒ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔

شمس الاولیاء
حضرت محمد علاء الدین شاہ

قدس اللہ سرہٗ العزیز

یہ جو دیوانے سے دو چار نظر آتے ہیں
ان میں کچھ صاحبِ اسرار نظر آتے ہیں
تیری محفل کا بھرم رکھتے ہیں سوجاتے ہیں
ورنہ یہ لوگ تو بیدار نظر آتے ہیں
(ساغر صدیقی)

ولادت

زبدۃ العارفین، راحت العاشقین، شمس الاولیاء حضرت خواجہ محمد علاؤالدین شاہ قادری چشتی جہانگیری شکوری قدس اللہ سرہٗ فرزندِ اکبر اعلیٰ حضرت محمد عبدالشکور شاہ تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ ۱۹۱۰ء میں عروس البلاد لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت

حصولِ علم کی ابتدا لکھنؤ میں ہوئی۔ تعلیم جاری تھی کہ آپ کے والدِ گرامی حضرت تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ لکھنؤ سے بہ سلسلہ ملازمت نصیر آباد چھاؤنی (اجمیر شریف) منتقل ہو گئے۔ آپ بھی ہمراہ تھے لہٰذا دینی و دنیوی علوم کی تکمیل نصیر آباد میں ہوئی۔ تفسیر، حدیث، منطق اور فلسفہ وغیرہ میں دستگاہ حاصل کرنے کے بعد شوق نے آپ کو طبابت کی تعلیم حاصل

کرنے پر مجبور کیا۔ طبابت میں حکومتِ وقت کی طرف سے سند حاصل کرنے کے بعد اپنے حلقۂ اثر میں، حکیم صاحب قبلہ، کی عرفیت سے پکارے جانے لگے۔

بیعت

بیعت کا شرف آپ کو اپنے والدِ محترم سراپا کرم حضرت شاہ عبدالشکور تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ سے حاصل ہے۔

یہ آپکی خوش قسمتی تھی کہ مرشد کی جستجو میں آپ کو نگر نگر کی خاک نہ چھاننی پڑی بلکہ وہ دریائے معانی، معرفت اور طریقت جو آپ کی روح کو بالیدگی بخش سکتا تھا گھر میں ہی موج زن تھا۔

از عشق یارِ دل اثر کیمیاء گرفت
آہن در آتش آمد و رنگِ طلاء گرفت (نعمت خان عالی)

آپ راہ شریعت، طریقت، سلوک اور معرفت میں بھی شہسوار ثابت ہوئے اور جلد ہی ریاضت مجاہدہ، تحکیم اور فرماں برداری نے آپ کو نگاہ مرشد میں ممتاز کر کے سربلند کر دیا

خرقۂ خلافت

۱۹۳۶ء بمقام نصیر آباد چھاؤنی حضرت تاج الاولیاء شاہ محمد عبدالشکور قدس اللہ سرہٗ نے آپ کو اپنی نیابت کیلئے منتخب فرما کر خلافت کی عظیم المرتبت ذمہ داری سونپ دی۔

دیگر حالات

زندگی کا بڑا حصہ آپ نے نصیر آباد چھاؤنی (اجمیر شریف) میں گزارا۔ حضور غریب نواز کے زیرِ سایہ آپ نے یقیناً بڑے خوشگوار اور پر لطف لمحات گزارے ہونگے۔ بعد ازاں

حضرت تاج الاولیاء کی مسافرانہ زندگی میں آپ بھی اُن کے ہمراہ رہے۔ جہاں جہاں آپکے والدِ محترم حضرت تاج الاولیاء قدس سرہٗ گئے، آپ بھی ہم رکاب تھے۔ الٰہ آباد، شاہجہان آباد، کان پور اور جالندھر وہ شہر ہیں جن میں آپ کا قیام رہا۔

سکندر آباد یو پی ضلع بلند شہر ہندوستان میں آپ کا آخری مسکن تھا۔ تا قیامِ پاکستان آپ اسی شہر میں سکونت پذیر رہے۔ قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ سکندر آباد کے قیام کا دورانیہ ۱۹۴۲ء سے جون ۱۹۴۸ء تک ہے۔

قیامِ لاہور

ہندوستان تقسیم ہونے کے بعد جون ۱۹۴۸ء میں آپ اپنے خاندان کے ہمراہ سکندر آباد یو پی ضلع بلند شہر سے ہجرت فرما کر عروس البلاد لاہور وارد ہوئے اور بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن فیروز پور روڈ میں قیام فرمایا۔ اسطرح آپ کو ہجرت جیسا عظیم اعزاز بھی حاصل ہو گیا۔ قرآن کہتا ہے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ
اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (سورۃ نحل)

"جن لوگوں نے مظلومیت کے بعد اللہ کی راہ میں ہجرت
کی ہم انہیں یقیناً دنیا میں بہترین ٹھکانہ عطا فرمائیں گے
اور آخرت کا اجر بہت ہی بڑا ہے اگر لوگ جانیں"۔

۱۹۵۵ء تک آپ اپنے پیرو مرشد اور والدِ محترم سراپا کرم شاہ عبدالشکور قدس اللہ سرہٗ کی معیت میں لاہور میں مقیم رہے۔

جب شرفِ معیت ہو منزل کا خدا حافظ

کسبِ معاش

تحرک، سعی اور تکلف سے بھر پور آپ کی جوانی تھی، کسبِ معاش کیلئے آپ نے بڑی محنت فرمائی۔ انبیاء واولیاء کی اس سنت کو ادا کرنے میں ہمیشہ جستجو میں رہے۔ درزی کا کام آپ نے کیا، کھیتی باڑی آپ نے کی، مویشی آپ نے پالے، حکمت کا شغل بھی فرماتے رہے۔ کسی کام کے کرنے میں کبھی عار محسوس نہ کی، کار خود بدستِ خود آپ کا اصول تھا۔ زمینداری میں ہل چلانا بیج ڈالنا، فصل اٹھانا غرض ہر کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اکثر صبح گھر سے تشریف لے جاتے تھے اور رات گئے واپسی ہوتی۔ مویشی پالے تو اپنے ہاتھ سے چارہ ڈالتے۔ خود ہی دودھ نکالتے اور انکی دیگر ضروریات کا خیال رکھتے اپنی محنت کی زندگی کا ذکر اکثر بڑے فخر سے فرماتے تھے۔ اور یقیناً یہ فخر کی بات ہے

حضور سیدِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے۔

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللہ

محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے

اسکے علاوہ گھر کے کام کاج میں بھی بڑی مستعدی سے حصہ لیتے تھے۔ آپ کے والد حضور تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ کا سلسلہ بڑا وسیع تھا۔ ہر وقت کچھ نہ کچھ مہمان موجود رہتے تھے۔ مہمانوں کیلئے ہر قسم کا انتظام وانصرام بڑی خوبی سے کرتے تھے۔ اور اپنے اس فرض کو بھی بڑی محبت سے ادا فرماتے تھے۔

سلسلۂ رشد و ہدایت کا آغاز

اگر چہ آپ کو خلعتِ خلافت عطا ہو چکی تھی مگر آپ نے اشاعتِ طریقت اور سلسلہ بیعت و تلقین کا آغاز نہ فرمایا اس کا واضح سبب یہ تھا کہ حضور تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ صدرِ حیات

پر جلوہ افروز تھے ادب کا تقاضا تھا کہ آپ کی موجودگی میں اپنے کسی کمال اور اختصاص کا اظہار نہ ہو ۔

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

سکندر آباد کے قیام کے دوران حضرت قبلہ تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ کی صحت کمزور ہوگئی۔ قویٰ مضمحل ہوگئے۔ عناصر کی ترتیب متاثر ہوگئی۔ سفر اور دیگر مشقت طلب امور ترک فرما کر آپ خانہ نشین ہوگئے۔ اس موقعہ پر آپ نے حضرت حکیم صاحب قبلہ کو حکم فرمایا کہ اشاعتِ طریقت اور تعلیم و تلقین کا آغاز کریں۔ اسطرح آپ نے بیعت لینے کا سلسلہ شروع کیا۔ چنانچہ جناب غلام محمدؒ [1] تحریر فرماتے ہیں ''فرزندانِ گرامی میں بڑے صاجزادے حکیم علاؤالدین شاہ صاحب نے حضرت کے زمانۂ علالت سے سلسلۂ رشد و ہدایت جاری فرمایا اور تھوڑی سی مدت میں سینکڑوں طالبانِ حق داخلِ سلسلۂ عالیہ ہوئے، اور حضرات پیرانِ عظام کے تصرفات و برکات سے امید ہے کہ آپ خاندان کے اس دینی امانت کے پورے اہل ثابت ہونگے'' [2]۔

جناب امیر الدین شاہ [3] صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سکندر آباد ضلع بلند شہر میں ایک شاہ صاحب دربارِ عالی میں حاضر ہوئے اور حضرت قبلہ تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ سے بھائی حکیم صاحب کو دریافت کیا۔ فرمانِ گرامی ان الفاظ میں ہوا کہ میں اب بیمار ہوں اور بوڑھا ہوگیا ہوں سلسلۂ عالیہ کی تمام دیکھ بھال وہی کر رہے ہیں وہی اندر باہر جاتے ہیں چنانچہ باہر گئے ہوئے ہیں [4]۔

لاہور آمد کے بعد بھی یہ تسلسل برقرار رہا بلکہ آپ کی جانفشانی، محبت، ادب اور سلسلے سے

---

1. حضرت تاج الاولیاء کے مرید و خلیفہ۔ مزار مبارک راولپنڈی میں ہے۔
2. ذکر جمیل مصنفہ جناب غلام محمد صاحب
3. حضرت قبلہ تاج الاولیاء کے مرید و خلیفہ۔ مزار فیصل آباد میں ہے
4. یہ واقعہ حضرت کی ذاتی دستاویزات سے نقل کیا گیا ہے

متعلقہ کاموں میں دلچسپی نے آپ کو حضرت تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ کی نظروں میں مزید ممتاز کر دیا۔

لاہور کا واقعہ ہے ایک شخص مرید ہونے کیلیے حضرت قبلہ تاج الاولیا قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست گزار ہوا تو ارشاد ہوا

"حکیم صاحب کے مرید ہو جاؤ ان میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے"[1]

ساجن ہم تم ایک ہیں کہن سنن کو دو
من کو من سے تولئے کبھی نہ دو من ہو

حضرت قبلہ تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ کی علالت بڑھتی گئی، محسوس ہونے لگا کہ آپ کا اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب ہے۔

ایک دن آپ نے حضرت حکیم صاحب قبلہ کو اپنے حضور طلب فرمایا۔ بعد ازاں اپنی کتابوں کا صندوق صاحبزادیوں سے طلب فرمایا اُس میں سے خاص خاص کتابیں چھانٹ کر حضرت قبلہ حکیم صاحب کو عنایت فرمائیں اور یوں ارشاد فرمایا کہ جب موقع ملے ان کتابوں کو دیکھتے رہنا۔ اسکے بعد اپنا کلام مجید طلب فرمایا اسکے جزدان میں سے ایک لفافہ نکالا اور حضرت حکیم صاحب کو دیا اور ارشاد فرمایا "میں نے اسکی بہت حفاظت کی ہے تم بھی اسکی حفاظت کرنا جب حضرت قبلہ حکیم علاء الدین شاہ قدس اللہ سرہٗ نے اس لفافہ کو اپنے کمرے میں جاکر کھولا تو معلوم ہوا کہ حضرت دادا قبلہ (حضرت نبی رضا شاہ قدس اللہ سرہٗ) کا فرمانِ گرامی ہے جسکی معرفت حضرت تاج الاولیا قدس اللہ سرہٗ کو سلسلہ عالیہ کی خدمت

---

[1] جناب محمد صدیق مسکونہ جہلم نے یہ واقعہ سنایا

کیلئے منتخب فرما کر اجازت وخلافت سے سرفراز کیا تھا۔[1]

ان واقعات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ حضرت تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ کی روحانی میراث کا وافر حصہ آپ کے حصے میں آیا تھا۔ وقت نے بتا دیا کہ آپ نے اس ورثے کی بخوبی حفاظت کی۔

شورکوٹ کینٹ آمد

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ بمطابق ۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء بروز اتوار آپ کے والدِ گرامی حضرت عبدالشکور شاہ تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ کا وصال ہو گیا۔ اس سانحہ عظیم کے بعد بہ وجوہ آپ کو لاہور چھوڑنا پڑا۔ لہٰذا آپ نے اپنا مختصر سامان سمیٹا، بیوی بچوں کو ہمراہ لیا اور ایک نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔

قرآن شاہد ہے۔

وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ط اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورۃ زمر)

اللہ کی زمین بہت وسیع ہے صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

لاہور سے روانہ ہو کر آپ منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ تشریف لے گئے۔ اس علاقہ میں آپ کے متوسلین کی معتد بہ تعداد تھی منڈی مرید کے میں آپ کے قیام کا عرصہ قریب قریب چھ ماہ ہے[2] جب تک آپ کا قیام یہاں رہا آپ کے عشاق نے آپ کی ہر قسم کی مدد کی اور آپ کو کوئی تکلیف نہ ہونے دی۔

---

[1] اس فرمان گرامی کا ذکر قبل ازیں گذر چکا ہے بحمد للہ یہ خط آج تک محفوظ و مامون ہے یہ واقعہ حضرت کی ذاتی دستاویزات سے نقل شدہ ہے

[2] بروائت چوہدری محمد انور صاحب ماڑی چھلاں منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ

آزاد پور لکی کہنہ کھمانانوالہ شورکوٹ روڈ ضلع جھنگ آپکی اگلی منزل تھی۔ یہاں بھی آپ ایک اندازے کے مطابق چھ سے نو ماہ تک مقیم رہے۔ یہ دیہاتی علاقہ تھا آمدورفت کی بڑی دقت تھی اسلیئے شیڈ بازار شورکوٹ کینٹ میں آپ نے ایک چھوٹا سا مکان خرید فرمایا اور اس میں منتقل ہو گئے۔ یہ مکان کیونکہ ضروریات کے لحاظ سے بہت چھوٹا تھا عرس اور دیگر تقریبات کے وقت بہت دقت پیش آتی تھی اسلیئے اروتی روڈ شورکوٹ کینٹ پر آپ نے ایک وسیع قطعہ زمین منتخب فرمایا اپنی مرضی کے مطابق رہائشی مکانات اور مہمانوں کیلیئے کمرے تعمیر کروائے۔ یہ سب کچھ آپ نے اپنی زیرِ نگرانی کروایا۔ تعمیرات کے دوران جو خدام وہاں کام کرتے تھے ان میں سے ایک کا نام انور بیگ تھا۔ اس نے ایک مرتبہ ہمیں واقعہ سنایا کہ کام کرتے کرتے ایک دن میرا دل چاہا کہ لڈو ہوں تو کھائیں، تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت تشریف لے آئے، آپ کے ہاتھ میں لڈوؤں کی پلیٹ تھی، فرمانے لگے لو بھئی انور بیگ لڈو کھاؤ مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ چند دن بعد میرے دل میں ایک نیا خیال پیدا ہوا کہ اگر میٹھے چاول ہوتے تو مزے سے کھاتے، تھوڑی دیر بعد ہی حضرت پھر تشریف لے آئے آپ کے ہاتھ میں ایک برتن تھا جس میں میٹھے چاول تھے آپ نے اسی انداز میں فرمایا لو بھئی انور بیگ چاول کھاؤ، یہ صورت حال دیکھ کر میں نے دل میں تہیّہ کر لیا کہ اب کچھ نہیں سوچنا کیونکہ حضرت کو پتہ چل جاتا ہے۔

بہر حال تعمیرات مکمل ہونے کے بعد آپ اروتی روڈ منتقل ہو گئے۔ یہ ۱۹۶۲ء کا واقعہ ہے۔ اس وقت شورکوٹ کینٹ کی آبادی بہت کم تھی تقریباً جنگل تھا ایک مرتبہ ارشاد ہوا "ایک دن اتفاقاً مسجد میں ہماری ملاقات کاظمی شاہ[۲] صاحبؒ سے ہوگئی وہ ہمیں دیکھ کر حیران ہو کر

---

۱ قبر قبرستان شہاب الدین چک سوئم تحصیل شورکوٹ (ضلع جھنگ)

۲ غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ، مزار مبارک پرانی عیدگاہ خانیوال روڈ ملتان آپ حضرت سے بہت محبت فرماتے تھے

بولے حضرت آپ اس جنگل میں کہاں ہم نے جواب دیا کہ جنگل کو ہم آباد نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔ [1]

چند برس وہاں گزارنے کے بعد آپ نے شورکوٹ کینٹ چھوڑنے کا ارادہ فرمالیا

شورکوٹ کینٹ چھوڑنے کی وجہ

شورکوٹ کینٹ کنٹونمنٹ ایریا تھا۔ زمین حکومت کی تھی لوگوں نے قبضہ کر کے مکان وغیرہ تعمیر کر لئے تھے۔ زمین حکومت کی ہونے کی وجہ سے ملکیت نہ ہو سکتی تھی۔ آپ کا ارادہ تھا کہ مسجد تعمیر کرائی جائے، اور آپ کی آخری آرام گاہ بھی ساتھ ہو۔ مگر آپ اس بات کو اتقاء اور خشیت الٰہی کے خلاف سمجھتے تھے کہ یہ چیزیں غیر کی زمین پر ہوں۔ مذہبی اور شرعی نقطہ نظر سے بھی آپ درست خیال نہ کرتے تھے کہ مسجد اور آخری آرام گاہ جس زمین پر ہو وہ ملکیت نہ ہو۔[2] یہ اتقاء اور خشیت کا درجہ ہے کہ آپ اس معمولی بات کو محسوس فرماتے تھے ورنہ کسی نہ کسی وقت اس زمین کا کوئی فیصلہ ہو ہی جانا تھا کیونکہ اتنی بڑی آبادی کو حکومت بے گھر تو نہیں کر سکتی تھی ۔قرآن میں ارشاد ہے

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

(سورۂ نور)

"جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ اور اسکے رسول کی اور ڈرتا رہتا ہے اللہ سے اور بچتا رہتا ہے اسکی نافرمانی سے تو یہی لوگ کامیاب ہیں"

اب آپ نے شورکوٹ کینٹ چھوڑنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔

1۔ بیان کنندہ جناب صوفی محمد یوسف صاحب شکوری میاں چنوں ضلع خانیوال

2۔ یہ ساری تفصیل جناب حاجی عبدالمجید صاحب کی زبانی ہے۔ حاجی صاحب محکمہ جنگلات میں بلاک افسر تھے اب ریٹائر ہو چکے ہیں آجکل خانیوال میں رہائش پذیر ہیں حضرت کے ساتھ آپ نے ایک طویل عرصہ گذارا ہے۔

آخری منزل

زمین کی تلاش شروع ہوئی، جناب حاجی عبدالمجید صاحب تفصیل بیان کرتے ہیں۔ رجانہ تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لے گئے میں آپ کے ہمراہ تھا زمین پسند آ گئی مگر سودا نہ ہو سکا۔ موضع ککی نو تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں آپ کے مریدین و متوسلین کی خاصی تعداد تھی۔ ان لوگوں نے آپ کو ککی نو میں زمین خرید فرمانے کا مشورہ دیا۔ آپ نے یہ مشورہ پسند فرمایا، زمین ملاحظہ فرمائی، زمین آپ کو پسند آ گئی۔ بعدازاں آپ نے مجھے شرف بخشا اور اپنی معیت میں زمین دکھانے لے گئے۔ انتخاب شدہ زمین کے قطعے پر کھڑے ہو کر آپ نے پوچھا "بلاک افسر صاحب یہ جگہ آپ کو پسند ہے میں نے عرض کیا "حضور میں آپ کا غلام و خادم ہوں اگر آپ کو پسند ہے تو مجھے بھی پسند ہے۔"

فیصلہ ہو گیا، سودا بھی ہو گیا اور زمین کی ملکیت آپ کو حاصل ہو گئی تعمیرات کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے آپ نے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا ساتھ ہی خانقاہ شریف اور رہائشی مکانات کی تیاری بھی شروع ہو گئی۔ یہ ۱۹۶۶ء کا واقعہ ہے۔

آپ کے زیرِ نگرانی کام جاری رہا آخر مسجد، خانقاہ شریف اور رہائشی مکانات کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں آپ مستقلاً ککی نو آ گئے۔ جناب ڈاکٹر احمد بخش صاحب[1] کے نام ایک خط میں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

"اب میں موضع ککی نو میں آ گیا ہوں تمام سامان وغیرہ بھی آ گیا ہے، پرانا دربار خالی پڑا ہے دیکھو حکومت اسکا کیا فیصلہ کرتی ہے آپ خط و کتابت اب ککی نو کے پتہ پر کریں اور تمام لوگوں کو یہ پتہ نوٹ کروا دیں"

---

[1] موضع مولا پور تحصیل کبیر والہ ضلع خانیوال کے رہائشی تھے۔ فوت ہو چکے ہیں

یہ جس نامۂ مبارک کا اقتباس ہے اس پر ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء کی تاریخ درج ہے

جس کا واضح مقصد یہ ہے کہ آپ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں لکی نو تشریف لائے۔ اس طرح وہ نامعلوم منزل جس کیلئے آپ لاہور سے چلے تھے لکی نو ثابت ہوئی۔

آپ کی صحبت میں رہنے والے لوگوں کی زبانی آپ کے جو ارشادات سننے کو ملتے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ لکی نو میں آپ کا قیام مشیت ِ ایزدی تھا۔ جناب قاضی رب نواز صاحب [1] کے نام آپ کے ایک خط کا اقتباس بھی ملاحظہ ہو

"نامعلوم خدا کی کیا مرضی ہے جو اس جگہ پر ہم آ گئے ہیں"

اقبال نے خوب کہا ہے ؎

خطر پسند طبیعت کو ساز گار نہیں
وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد
(اقبال)

علالت

آپ کو دل کا عارضہ تھا دو مرتبہ درمیانہ درجہ کا ہارٹ اٹیک ہو چکا تھا۔ سانس کی بھی بہت شدید تکلیف تھی۔ معمولی سی حرکت سے سانس پھولنا شروع ہو جاتی اور سینے میں تکلیف محسوس ہونے لگتی، موسم کے اتار چڑھاؤ سے بھی طبع مبارک متاثر ہوتی تھی جناب قاضی

ربنواز صاحب کو اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا ہے

''آپ بھی اس سانس کے مرض میں مبتلا
ہو گئے ہو اللہ تعالیٰ جلد آپ کو صحت عطا
کر دیں۔ اس مرض کے واسطے تو ہم ہی
کافی تھے آپ کی طرف کیوں چلا گیا ہے''

---

[1] حال مقیم موضع مولا پور تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال

معالجہ ہوتا رہا۔ ملک کے بڑے بڑے ڈاکٹروں حکیموں سے رجوع کیا ان کی تجویز کردہ دوائیں استعمال فرماتے رہے مگر طبیعت کا اتار چڑھاؤ جاری رہا کبھی افاقہ ہو جاتا کبھی طبیعت پھر بگڑ جاتی ۱۹۶۹ء کے آخر میں تکلیف شدت اختیار کر گئی۔ تکلیف میں شدت کے باوجود آپ نے آرام کرنا پسند نہ فرمایا آپ کے دریائے زندگی کی تلاطم خیز موجوں نے سکون لینا پسند نہ کیا بلکہ آپ برابر اپنے معمول کے کام کرتے رہے، ادھورے کام نپٹاتے رہے اور تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف رہے ان دنوں کا ایک خط موجود ہے جو آپ نے ڈاکٹر محمد رمضان صاحب[۱] کو لکھا تھا اس نامۂ مبارک کے اقتباس سے طبیعت میں شدید بگاڑ کے باوجود آپکی سرگرمیوں کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے، لکھتے ہیں

> ''میں پرسوں مولا پور[۲] سے گزرا تھا خیال تھا کہ ایک یوم قیام آپ کے پاس کرونگا مگر طبیعت بہت زیادہ خراب تھی بس سیدھا دربار آ گیا میں بورے والا گیا تھا وہاں پر سردی کی وجہ سے طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی ہے''

اس خط پر ۲۷ دسمبر ۱۹۶۹ء کی تاریخ درج ہے۔

بہ ایں ہمہ آپ کی طبیعت کی ابتری کے پیشِ نظر خدام ہمہ وقت خدمت میں حاضر رہتے تھے مقامی حضرات کے علاوہ دوسرے شہروں کے متوسلین بھی خدمت میں حاضر تھے ان میں نمایاں نام جناب چوہدری محمد صفدر خان صاحب[۳] کا ہے۔ خانہ داری سے متعلق امور آپ کے بھانجے اور داماد حضرت محمد عبدالباری شاہ قدس اللہ سرہٗ انجام دیتے تھے۔

۱۔ موضع مولا پور تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال میں سکونت رکھتے ہیں

۲۔ ملتان روڈ پر کبیر والہ سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک موضع کا نام ہے۔ تحصیل کبیر والہ اور ضلع خانیوال ہے۔

۳۔ آپ کے مرید وخلیفہ ماڑی چہلاں مرید کے منڈی ضلع شیخوپورہ میں مقیم ہیں

ایک شام اچانک آپ پر فالج کا حملہ ہوگیا، جس کے سبب آپ صاحبِ فراش ہوگئے۔ فالج کے اثرات جسم مبارک کے بائیں اور بالائی حصہ پر زیادہ تھے۔ سول ہسپتال شورکوٹ شہر سے ڈاکٹر بلوایا گیا، اُس نے معائنہ کر کے دوائیں تجویز کر دیں۔ دواؤں کے استعمال سے قدرے افاقہ ہوگیا مگر دل کے عارضہ اور سانس کی تکلیف کے ساتھ فالج کے حملے نے آپ کو جسمانی طور پر بہت کمزور کر دیا۔ کمزوری اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ آپ کو فرائض کی ادائیگی میں بھی دقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بالآخر یہی امراض کا اجتماع آپ کا اس دنیا سے تشریف لے جانے کا باعث بن گیا۔

وصال

۱۹ جنوری ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۰ ذیقعد ۱۳۸۹ھ بروز پیر آپ اس دارفنا سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔

۲۰ جنوری ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۱ ذیقعد ۱۳۸۹ھ بروز منگل آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ نمازِ جنازہ حضرت مولانا رحیم بخش صاحب[۱] نے پڑھائی۔

موت کی پیشگی اطلاع

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقدوس[۲] قدس اللہ سرہٗ العزیز بیان فرمایا کرتے تھے کہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اپنی وفات سے چند دن پہلے مجھے خط تحریر فرمایا۔ اس خط کے آخر میں

۱۔ مزار لاہور میں ہے

۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقدوس قدس سرہٗ المعروف پیر ملتانی حضرت قبلہ سے بہت محبت رکھتے تھے جب تک حیات رہے برابر ملاقات کیلئے تشریف لاتے رہے یہ واقعہ اکثر بیان فرمایا کرتے تھے۔ مزار مبارک قدیر آباد ملتان میں ہے۔

آپ نے لکھا

"اس خط کا جواب نہ دیجئے گا ہم ایک لمبے سفر پر جا رہے ہیں"

میں نے خیال کیا کہ آپ کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع ہے ہندوستان میں بھی آپ کے ارادت مند ہیں شاید آپ کا ارادہ ہندوستان کے سفر کا ہوگا۔ چند دن بعد اطلاع ملی کہ آپ کا وصال ہوگیا ہے۔ اُس وقت میری سمجھ میں بات آئی کہ لمبے سفر سے مراد آخرت کا سفر تھا

مرقدِ منور

مرقدِ منور دربارِ عالیہ قادریہ شکوریہ علائیہ موضع لکی نوشریف تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہے جو آج بھی زیارت گاہِ اہلِ نظر ہے ۔

زیارت گاہ اہل عزم و ہمت ہے لحد میری
کہ خاک راہ کو میں نے بتایا رازِ الوندی (اقبال)

اولادِ صلبی

آپ کی اولادِ نرینہ نہ تھی ایک صاحبزادی ہیں جنکی شادی آپ کے بھانجے حضرت شاہ محمد عبدالباری قدس اللہ سرہٗ سے ہوئی، بڑے نواسے حضرت صاحبزادہ محمد نظام الدین شاہ مدظلہٗ کو آپ نے اپنا متبنیٰ بنالیا تھا۔ اپنا سب کچھ حضرت صاحبزادہ محمد نظام الدین شاہ مدظلہٗ کے نام کردیا۔ آپ کی زندگی کے آخری ایام تھے۔ حضرت صاحبزادہ محمد نظام الدین شاہ مدظلہٗ کم سن تھے گھریلو امور، دربار عالیہ کا انتظام وانصرام اور سلسلے کی دیکھ بھال کی ذمہ داری نہ سنبھال سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے اپنے بھانجے اور داماد حضرت محمد عبدالباری شاہ قدس اللہ سرہٗ

جولاہور میں رہائش پذیر تھے اور سرکاری ملازمت کرتے تھے، کو استعفیٰ دے کر کلکی نو آجانے کا حکم دیا، تعمیل حکم ہوئی ۔ بعد ازاں آپ نے حضرت عبدالباری شاہ قدس اللہ سرہٗ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا اور حضرت عبدالباری قدس اللہ سرہٗ کے بعد حضرت جبزادہ محمد نظام الدین شاہ مدظلہٗ کی سجادہ نشینی کا فیصلہ بھی خود ہی فرما دیا۔

مٹے جو تم پہ انہیں لازوال کر ڈالا
دکھائیں عشق نے کیا کیا کرامتیں اپنی
(قتیل شفائی)

معاشرت، سیرت، تعلیمات

حلیہ مبارک

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نہایت حسین وجمیل تھے۔ حسن و جمال ظاہری میں جلال کی آمیزش نے آپ کو اور بھی پر کشش بنا دیا تھا۔ لانبا قد، رنگ ملیح، چہرہ کتابی، فراخ پیشانی، آنکھیں سفید، سیاہی مائل اور پر کشش بنی مبارک نہایت نفیس بلند اور خوبصورت، دانت موزوں جو آخر عمر میں فرسودہ ہو گئے تھے۔ خوبصورت ہونٹ اور موزوں دہن، ریش مبارک سفید کہیں کہیں سیاہ بال سنت کے مطابق سینہ مبارک کشادہ، بال مبارک تابشانہ، دست و باز و نحیف مگر مضبوط۔ انگشت ہائے نرم و نازک، وجود مبارک نہایت لطیف اور نحیف تھا۔

لباس مبارک

سر پر چکن یا کسی اور کپڑے کی چہار گوشیہ کلاہِ غوثیہ رکھا کرتے تھے۔ سفید کپڑے کا کرتہ زیبِ تن فرماتے اور چار خانہ دار کپڑے کا مخطط تہبند استعمال فرماتے۔ موسمِ سرما میں گرم کپڑے کا قمیض اور چست پاجامہ پسند تھا۔ گرم کپڑے کا کنٹوپ بھی استعمال فرماتے تھے۔ پاؤں میں عموماً باٹا کی چپل پہنا کرتے البتہ حالتِ سفر میں بوٹ استعمال فرماتے تھے سرد موسم میں گرم کپڑے کی واسکٹ اور گرم چادر بھی مرغوبِ خاطر تھیں دورانِ سفر کبھی اچکن بھی زیبِ تن فرماتے تھے۔

رفتار

چلتے وقت قدم جما کر رکھتے تھے رفتار قدرے تیز ہوتی تھی۔ سفر میں ہمیشہ عصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔

اندازِ گفتگو

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
(اقبال)

آواز بلند اور باوقار تھی، گفتگو میں بے ساختہ پن پایا جاتا تھا۔ فضول گفتگو نہ فرماتے۔ بے باکانہ حق گوئی آپ کا خاص وصف تھی۔ طبیعت مبارک میں جلال کا غلبہ تھا اس لئے کسی کی ناجائز رعایت نہ فرماتے تھے۔ تادیب کے معاملے میں بہت سخت تھے اصولی اختلاف میں بڑی بے باکی سے اپنے موقف کا اظہار فرماتے۔ نرم دم گفتگو گرم دم جستجو والا معاملہ تھا۔ مجلس مبارک میں جو مریدین و متوسلین موجود ہوتے ان پر یکساں توجہ فرماتے۔ انداز مجالست ایسا تھا کہ ہر آدمی سمجھتا کہ آپ کی توجہ مجھ پر زیادہ ہے۔

آج ہر میکش سمجھتا ہے یہی اپنی جگہ
صرف مجھ پر ہی کرم ساقی کا بے انداز ہے (حضرت عبدالستار تیغ)

اگر کوئی بے تکلف پیر بھائی مہمان آجاتا تو بعض اوقات ساری ساری رات قیل و قال میں گذر جاتی۔

کھانا

بہت قلیل الطعام تھے۔ ناشتے میں قدرے گھی میں مسلی ہوئی روٹی کے چند لقمے اور چائے کی ایک پیالی لیتے تھے۔ دوپہر کے کھانے میں ایک چھوٹی چپاتی" جس پر نرم کرنے کیلئے قدرے گھی لگا ہوتا" کا چوتھائی حصہ گوشت کے شوربے یا کسی ترکاری سے تناول فرماتے تھے گوشت کی ایک آدھ بوٹی بھی کبھی کبھار لے لیتے تھے۔ رات کے کھانے کا بھی یہی معمول تھا کھانے کے معاملے میں ناپسندیدگی کا اظہار نہ فرماتے تھے۔ ہر چیز بہ رغبت تناول فرما لیتے تھے۔

مچھلی کا گوشت بہت مرغوبِ خاطر تھا پھلوں میں آم، تربوز اور خربوزہ زیادہ پسند فرماتے تھے۔خشک پھلوں میں چلغوزے بہت مرغوب تھے۔ میٹھے میں حلوہ پسند فرماتے تھے۔

کسی کے ہاں مہمان جاتے تو کوئی فرمائش نہ کرتے جو کچھ میزبان سامنے رکھ دیتے خاموشی سے تناول فرمالیتے۔

کھانا کھاتے وقت اپنی پنڈلیوں کو کھڑا کرتے ، گھٹنوں کے بل اور اپنے قدموں کی پست پر بیٹھتے تھے۔نشست کا انداز ہمیشہ یہی ہوتا۔اگر چارپائی پر بھی کھانا کھاتے تو اسی انداز کو اپناتے۔ مشتبہ طعام قبول نہ فرماتے۔اس ضمن مین ایک بڑا دلچسپ واقعہ ہے۔شورکوٹ کینٹ کی بات ہے، آپ کا ایک ارادت مند مرید تھا، کمالیہ کے ایک نواحی گاؤں کا رہائشی تھا۔اسکی بیوی اکثر دربار شریف پر حاضری کیلئے حاضر ہوتی رہتی تھی۔ایک مرتبہ حاضری کیلئے چلی ۔کچھ گنے، گھی اور شکر بطور تحفہ ساتھ لے لئے۔دورانِ سفر راستے میں اُسے گنوں کا کھیت نظر آیا۔اُس نے کھیت کے مالک سے اجازت لئے بغیر کچھ گنے توڑ لئے تاکہ گنوں کی تعداد زیادہ ہوجائے۔ دربار شریف پہنچی، حضرت قبلہ گھر کے صحن میں چارپائی پر تشریف فرما تھے۔اُس نے تحفتًا لائی ہوئی اشیاء آپ کے حضور پیش کیں۔آپ نے وہ گنے جو گھر سے لائی تھی علیحدہ کردیئے اور وہ جو اُس نے راستے میں بغیر اجازت کے توڑے تھے علیحدہ کردیئے گھر سے لائے ہوئے قبول فرمالئے اور راستے سے توڑے ہوئے واپس کردیئے اور فرمایا چوری کا مال ہمیں نہیں چاہیئے۔اب وہ خاتون فوت ہوچکی ہے مگر جب تک زندہ رہی سب کو یہ واقعہ سنایا کرتی تھی۔

استراحت اور نیند

آرام بہت کم کرتے تھے اور کم خفتن بھی آپ کا معمول خاص تھا۔سونا جاگنا برابر تھا۔بظاہر آنکھیں بند ہوتیں، مگر بیدار ہوتے تھے۔اس ضمن میں بھی ایک بڑا دلچسپ واقعہ ہے۔

جناب محمد عنائت بلوچ[1] کا بیان ہے " حضرت قبلہ قدس سرہٗ ہمارے پاس کمالیہ تشریف لائے۔ آپ کی محفل میں بیٹھے ہوئے اچانک میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ لوگ کہتے ہیں جو حقیقی پیر ہوتے ہیں وہ سوتے بہت کم ہیں جاگتے ہیں ۔اور ذکر وفکر میں وقت گذارتے ہیں آج حضرت کو آزمانا چاہئیے ۔جس کمرے میں آپ کے آرام کا بندوبست تھا اُسکے دروازے میں ایک سوراخ تھا۔ہم لوگ آپ کی مجلس میں رہے۔رات گئے آپ نے فرمایا" جائیں بھئی آپ لوگ آرام کریں" جب آپ کی آرام گاہ کا دروازہ بند ہوگیا تو میں نے سوراخ سے دیکھا کہ آپ چارپائی پر بیٹھے ہیں اور رضائی اپنے گرد لپیٹی ہوئی ہے کیونکہ یہ سردیوں کا موسم تھا۔ ساری رات میں وقفے وقفے سے اُٹھ کر آپ کو دیکھتا رہا مگر آپ ویسے ہی بیٹھے رہے حتیٰ کہ رات گذر گئی

آنکھ جب سے لگ گئی ہے
آنکھ اب لگتی نہیں

پابندئ فرائض

فرائض، واجبات اور سنن کی پابندی ہر حالت میں فرماتے ،صحت ہو یا بیماری سفر ہو یا حضر ہر حالت میں ادائیگئ فرائض، واجبات اور سنن میں حتی المقدور کوتاہی نہ فرماتے تھے۔اور اس سلسلے میں مریدین ومتوسلین کی کوتاہی بھی برداشت نہ کرتے تھے۔کسی میں کوئی کمی دیکھتے تو بڑی سختی سے تادیب فرماتے۔

---

[1] کمالیہ کے نواحی چک کا رہائشی ہے۔

دادودہش

دادودہش بھی آپ کا وصفِ خاص تھا۔ جناب محمد صدیق جہلمی بیان کرتے ہیں۔ ریلوے کے محکمہ میں میری ملازمت تھی اور گوجرہ میں میں تعینات تھا۔ گھر میں مفلسی بہت تھی حضرت قبلہ شورکوٹ میں سکونت پذیر تھے۔ اکثر میری حاضری ہوتی رہتی تھی۔ میں جب بھی آتا ایک دیگچی اور رومال ہمراہ لاتا۔ حضرت قبلہ دریافت فرماتے کہ یہ کس لئے میں عرض کرتا حضور ادھر بھی کھائیں گے اور گھر بھی لے جائیں۔ جب تک آپ شورکوٹ کینٹ میں قیام پذیر رہے، میرا یہی معمول رہا اور آپ ہمیشہ میری خواہش پوری فرماتے رہے۔ علاوہ ازیں جب کبھی گھر میں گندم ختم ہو جاتی تو میں گندم کیلئے ایک چھوٹی بوری بھی ہمراہ لے آتا تھا۔ آپ گندم عطا فرما دیتے۔

جناب مستری بشیر احمد صاحب کا بیان ہے:"ایک دن آپ نے رومال کے نیچے چھپا کر مجھے کچھ روپے دیئے اور سرگوشی کے انداز میں ہدایت کی یہ فلاں شخص کے گھر دے آؤ اور اُسے خبر نہ ہونے پائے کہ ہم نے روپے بھیجے ہیں۔ جس شخص کے گھر آپ نے رقم بھیجی وہ آپ کا ایک مفلس مرید تھا۔

دربارِ عالیہ شورکوٹ کینٹ ایک فقیر نے آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نام پر کپڑوں کا ایک جوڑا مانگا آپ نے نیا جوڑا (جو ابھی زیبِ تن بھی نہ فرمایا تھا) عنایت فرما دیا۔[2]

اپنی ذات کیلئے کسی کو تکلیف نہ دیتے، غریب مخلصین و محبین کا بہت خیال رکھتے اور رعائت فرماتے تھے۔ ایک غریب مرید نے آپ کی دعوت کے اہتمام و انتظام پر اُس کا

---

[1] مسکونہ ڈبکلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

[2] یہ واقعہ جناب چوہدری محمد انور موضع ماڑی چھلاں مرید کے ضلع شیخوپورہ نے بیان کیا۔

کافی خرچ ہو گیا۔ وقتِ رخصت اُس نے آپ کو ۱۰ روپے (اُس وقت ۱۰ روپے بڑی رقم تھی) بطور نذرانہ پیش کیئے۔ آپ نے فرمایا تمھارا پہلے ہی کافی خرچ ہو گیا ہے یہ رہنے دو۔ مخلص مرید سمجھا کہ آپ ناراض ہیں یا رقم کم ہے۔ اُسکی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ رونے کا سبب پوچھنے پر اُس نے عرض کیا حضور ناراض ہیں۔ شاید اسی لئے میری نذر قبول نہیں فرمائی۔ آپ نے فرمایا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کا خرچ کافی ہو گیا ہے اسلیئے ہم نے وہ روپے نہ لئے۔ اچھا لاؤ نکالو۔ اُس نے ۱۰ روپے پیش کیئے۔ آپ نے ۱۰ روپے رکھ لئے اور ۵ روپے جیب سے نکال کر اُسے واپس کر دیئے اور فرمایا اب خوش ہوا۔ دربار عالیہ ککی نو شریف کا واقعہ ہے۔ ایک آدمی کپڑا لے کر آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا اس آرزو کے ساتھ کہ یہ کپڑا لنگر میں استعمال کیلیئے لایا ہوں از راہ کرم قبول ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کپڑے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے اس لیے آپ رہنے دیں۔ اس شخص نے بہت اصرار کیا اس لیے آپ نے قبول فرما لیا۔ دوران گفتگو آپ نے دریافت کیا اس قسم کا کپڑا کس بھاؤ بکتا ہے اس نے بتایا آٹھ یا دس آنہ فی گز بکتا ہے یہ تقریباً پندرہ گز کپڑا تھا آپ گھر تشریف لے گئے اور کپڑے کے پیسے لا کر اس شخص کو دیئے وہ پیسے لینے پر آمادہ نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ پیسے کپڑے کے نہیں ہیں ہماری طرف سے نذر سمجھ کر رکھ لو۔ آپ کے حکم پر اس نے پیسے رکھ لئے۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ماں اور بیٹا ہیں اور بہت غریب ہیں۔ بہت محبت سے کپڑا لایا ہے غربت میں اس قسم کا مظاہرہ محبت کا عملی اظہار ہے [۲]۔

بچشم اہل نظر از سکندر افزوں است
گدا گرے کہ مآل سکندری داند (اقبال)

---

[۱] جناب غلام محمد نے بیان کیا

[۲] جناب مستری بشیر احمد مسکونہ ڈیکلاں نے بیان کیا

مہمانوں کی تواضع

مہمانوں کی تواضع کا بہت شوق تھا، جو متوسلینِ دربار عالیہ پر حاضر ہوتے ان کیلئے اپنی نگرانی میں کھانا تیار کرواتے تھے۔کبھی کبھی خود اپنے ہاتھ سے بھی کھانا تیار کرتے تھے۔
حاجی عبدالمجید صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن میں دربارِ عالیہ شورکوٹ کینٹ حاضر ہوا، اپنے آنے کی اطلاع کروائی، اطلاع ملنے پر آپ گھر سے باہر تشریف لائے۔آپ کی ہیئت بتاتی تھی کہ آپ کسی اہم کام میں مصروف تھے اور اُسے ادھورا چھوڑ کر تشریف لائے ہیں۔ میرے دریافت کرنے سے پہلے آپ نے میرے استعجاب کو محسوس فرمالیا اور وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی مائی صاحبہ (آپ کی اہلیہ قدس سرہٗ) کی صحت خراب ہے اسلئے کھانا تیار کر رہے تھے۔
جب کوئی ہم مزاج وہم سخن پیر بھائی مہمان آجاتا تو اس کیلئے خاص اہتمام فرماتے تھے اور دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا آپ خود ہاتھ میں پانی کا برتن اور چلمچی لئے اپنے پیر بھائیوں کے ہاتھ دھلوار ہے ہیں۔مہمان نوازی کے متعلق بہت سے واقعات ہیں۔
آپ کا ایک خاص معمول تھا کہ عرس مبارک کے اختتام پر آپ ایک دعوتِ خاص کا اہتمام فرماتے تھے، لاہور، شیخوپورہ، اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے محبین ومتوسلین جن پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔اس دعوت میں شریک ہوتے۔جناب چوہدری محمد انور صاحب اس دعوت کا حال بیان کرتے ہیں حضرت قبلہ قدس سرہٗ ایک دنبہ ذبح کراتے چاول اور گوشت سے ماحضر تیار کرواتے اور اپنی نگرانی میں سب کو کھانا کھلاتے تھے،ایک مرتبہ کسی وجہ سے اس دعوت کا اہتمام نہ ہوسکا،آپ نے مختص دنبہ ہمارے حوالے کرتے ہوئے فرمایا "یہ اپنے ساتھ لے جاؤ اپنے مقام پر پہنچ کر ذبح کر کے آپس میں تقسیم کر لینا، چنانچہ دنبہ ہم لے گئے اور آپ کے حکم کی تعمیل کی۔

جناب مستری بشیر احمد کا بیان ہے کہ ایک دن بارش بہت ہوئی، سردی کا موسم تھا ہم لوگ بارش کے پانی میں کام کرتے رہے، پانی میں کام کرنے کے سبب ہم لوگوں کو ٹھنڈ لگ گئی۔ آپ نے فرمایا فوراً بستروں میں گھس جاؤ اور باہر نہ نکلنا۔ آپ خود بہ نفسِ نفیس بستر میں ہمیں کھانا پہنچا گئے۔ تھوڑی دیر بعد چائے کا ظرف ہاتھ میں لئے تشریف لائے ہم لوگوں نے ادباً اُٹھنے کی کوشش کی مگر آپ نے سختی سے منع فرما دیا۔ ذرا تصور کیجئے نیاز و ناز کا کتنا حسین منظر ہوگا جب مخدوم خدام کیلئے ہاتھ میں چائے کا ظرف لئے کھڑا ہوگا۔

قبولِ دعوت

ہر داعی کی دعوت خواہ وہ کتنا ہی غریب ہوتا قبول فرما لیتے اور اُس کے گھر تشریف لے جاتے۔ مریدین کا ہجوم پسند نہ فرماتے ضروریات کا خیال رکھنے کیلئے بس ایک خادم ہمراہ ہوتا۔ نہ ہی کسی قسم کے شاہانہ استقبال کی خواہش کرتے تھے۔ آپ کے ایک خط کی عبارت سے آپ کی طبیعت مبارک کا یہ خاصہ بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ رقم طراز ہیں

"آپ فارغ ہو جاؤ تب میں آنے کا پروگرام بناؤنگا۔
حالات سے جلد مطلع کریئے گا۔ آپ کے آنے کی
ضرورت نہیں ہے میں خود حاضر ہو جاؤنگا"[1]۔

البتہ جس علاقے میں تشریف لے جاتے وہاں کے لوگوں کیلئے صلائے عام ہوتی تاکہ دعوت و تبلیغ کا فریضہ ادا ہو سکے۔ جس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری پوری کرنا مقصود ہوتا تھا۔

میزبان کیلئے بوجھ بننا قطعی پسند نہ فرماتے تھے۔ اگر میزبان غریب ہوتا تو سادگی اپنانے کی تاکید فرماتے۔ اس سلسلہ میں چند واقعات کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

---

[1] یہ خط آپ نے جناب ڈاکٹر احمد بخش صاحب کو لکھا تھا

موننگا والی، منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ کے قریب کا جی دا کھوہ نامی مقام پر آپ کا ایک انتہائی مفلس مرید رہتا تھا، یہ شخص انتہائی ارادت منداور محبت کرنے والا تھا۔ اُس نے آپ کی دعوت کی عسرت کے باعث وہ آپ کے شایانِ شان اہتمام نہ کر سکا۔ چنے کی دال اور چنے کے آٹا سے تیار کی ہوئی روٹی آپ کے سامنے پیش کی، آپ کی خوراک بہت کم تھی مگر اُس دن آپ نے معمول سے زیادہ کھانا تناول فرمایا اور اپنے مخلص میزبان سے فرمایا کہ تمھاری دعوت سب سے اچھی رہی۔ یہ سن کر اُسے اس حد تک خوشی ہوئی کہ اُس نے ناچنا شروع کر دیا[1]۔

ڈبکلاں تشریف لے گئے۔ میزبان سے فرمایا کہ تم غریب آدمی ہو اس لئے کوئی دال وغیرہ پکا لو میزبان نے محبت سے مجبور ہو کر ایک دیگ گوشت کی اور ایک دیگ زردہ کی تیار کرائی۔ آپ خوشبو محسوس کر کے نشست گاہ سے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا "کیا پکایا ہے"، میزبان نے عرض کی حضور گوشت اور زردہ۔ آپ نے فرمایا اور کیا پکایا ہے عرض کی حضور اور کچھ نہیں پکایا ہے، ارشاد فرمایا کیوں نہیں پکایا تمھیں جو کہا تھا چنے یا مونگ کی دال پکا لو غریب آدمی ہو کیوں اتنا خرچ کیا، وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا یہ دیکھ کر آپ مسکرائے اور کھانا تقسیم کرنے کا حکم دیا[2]۔

مزاح

شائستہ مزاح فرماتے تھے اگر مزاح کی کوئی بات پسند آجاتی تو کہنے والے سے بار بار سنتے اور محظوظ ہوتے۔ جناب محمد صدیق جہلمی نے بیان کیا کہ آپ گوجرہ تشریف لے گئے ہمارے سٹیشن ماسٹر نے آپ کے ناشتے کا اہتمام کیا۔ میں بھی ہم رکاب تھا۔ آپ نے تو

[1] جناب چوہدری محمد عنائت ماڑی چھلاں مرید کے ضلع شیخوپورہ یہ واقعہ بڑے ذوق سے سنایا کرتے تھے۔
[2] جناب مستری بشیر احمد ڈبکلاں نے بیان کیا۔

ناشتے میں چند لقمے اور ایک چائے کی پیالی پر اکتفا کیا میں نے تمام کھانا صاف کر دیا۔ کیونکہ میری خوراک ٹھیک ٹھاک تھی یہ دیکھ کر آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا "ان کو ہم نے صفائی کیلئے رکھا ہوا ہے بالکل صفائی کر دیتے ہیں"

ذوقِ شعر

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم شاہ اکرام مدظلہ ؎ نے ایک ملاقات کے دوران حضرت قبلہ قدس سرہٗ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ علامہ اقبال کا شعر

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

میں نے دو مختلف مواقع پر حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کی زبان پاک سے سنا اور آپ نے دونوں دفعہ شعر پڑھنے سے پہلے ان الفاظ مین علامہ اقبال کو خراجِ تحسین پیش کیا

"اقبال کے اس شعر پر ہزاروں دیوان قربان ہوں"

جناب محمد صدیق جہلمی بیان کرتے ہیں کہ آپ درج ذیل شعر ترنم سے پڑھتے تھے۔

؎ رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی
سدونی مینوں دھید و رانجھا ہیر نہ آکھو کوئی

کبھی یہ شعر پڑھتے تھے

؎ تیرا غم رہے سلامت مرے دل کو کیا کمی ہے
یہی میری زندگی ہے یہی میری بندگی ہے

؎ فارسی کے پروفیسر رہے علاوہ ازیں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں مختلف عہدوں پر فائز رہے، اور ینٹیل کالج لاہور کے پرنسپل بھی رہے۔ اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ حضرت قبلہ کے پیر بھائی اور پرانے ساتھی ہیں۔ حضرت آپ سے بہت محبت فرماتے تھے اور ہمیشہ احترام کا معاملہ فرماتے تھے۔ لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔

نعت کے یہ اشعار تو بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے

تمہارا نام لیوا یا شاہ ابرار میں بھی ہوں
کرم مجھ پر بھی فرمانا کہ اک لاچار میں بھی ہوں

سنا ہے یوں تری رحمت گناہ گاروں کا حصہ ہے
مرا حصہ مجھے بھی دو کہ عصیاں کار میں بھی ہوں

شعراء میں حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس اللہ سرہٗ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس اللہ سرہٗ اور اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی قدس اللہ سرہٗ کا کلام بہت پسند تھا۔ غزلیات میں حضرت امیر خسرو قدس اللہ سرہٗ اور بیدم وارثیؒ کا کلام بہت پسند فرماتے تھے

حضرت مولانا جامی کی غزل جس کا مطلع ہے

از حسنِ ملیح خود شورے بجہاں کر دی
ہر زخمیؑ و بسمل را مصروفِ فغاں کر دی

اکثر آپ کے ذوق کی تسکین کا باعث تھی۔ حضرت بیدم وارثی کی ایک غزل آپ بہت پسند فرماتے تھے۔ مطلع درج ہے۔

بہشت میں بھی پہنچ کر مجھے قرار نہیں
یہ کوئی اور جگہ ہے مقامِ یار نہیں

تعلیمات

مسلکاً آپ سنی، حنفی، بیعتاً قادری اور پیرو مرشد کی اجازت سے سلسلہ قادریہ میں لوگوں کو بیعت فرمایا کرتے تھے۔ مشرباً چشتی تھے۔

آپ کی تعلیمات کو چند لفظوں میں پیش کیا جا سکتا ہے

۱۔ توحید کا پرچار

۲۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت کا احیاء

اللہ کا راستہ

ایک مرتبہ بستی جیون ہانہ فیروز پور روڈ لاہور اپنے ایک پیر بھائی جناب فیروز الدین صاحب[۱] کی نشست گاہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے پوچھا حضرت آپ کے کتنے مرید ہیں ۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا ایک بھی نہیں۔ وہ شخص حیرت میں آ گیا کیونکہ بظاہر آپ کے سینکڑوں مرید تھے اپنے ارشاد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے پاس جو بھی آتا ہے، کسی کو رات کو سانپ ڈراتے ہیں کسی کا بیٹا نہیں ہوتا کسی کو روزگار کی طلب ہوتی ہے کسی کو بیماری سے نجات چاہیے ہوتی ہے۔ ہم سے آ کر کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ اللہ کا راستہ کدھر جاتا ہے۔ لوگ پیروں کو ڈھونڈتے ہیں ہم مریدوں کو ڈھونڈتے ہیں [۲]

بیا بمجلس اقبال یک دو ساغر کش
اگرچہ سر نتراشد قلندری داند (اقبال)

دربار عالیہ شورکوٹ کینٹ، دو سفید پوش آدمی آئے اور حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ حضور ہم روزی کے معاملے میں بہت کوشش کرتے ہیں مگر کامیابی نہیں ہوتی۔ جو

۱۔ مزار لاہور میں ہے

۲۔ جناب صوفی محمد یوسف صاحب شکوری اس واقعہ کے راوی ہیں میاں چنوں ضلع خانیوال میں رہائش ہے

کام بھی کرتے ہیں ناکامی سے دوچار ہوتا ہے قسمت کی خرابی کا یہ عالم ہے کہ اگر سونے کو بھی ہاتھ لگا دیں تو مٹی بن جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا "روزی اللہ کسی کو زیادہ دے یا تھوڑی دے یہ اس کا اختیار ہے بندہ نہ روزی بڑھوا سکتا ہے نہ گھٹوا سکتا ہے۔ ہمارا کام تو اللہ کا راستہ بتانا ہے۔ اگر اللہ اللہ سیکھنی ہے، اللہ کی ذات کی معرفت حاصل کرنی ہے تو بات کریں" آپ کی یہ گفتگو سن کر وہ لوگ بہت متاثر ہوئے اور آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے ۔۔

بہ مصطفیٰ ﷺ برساں

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست (اقبال)

کعبۂ عشق، قبلۂ دل، سید دو عالم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت اور پیروی کو دین کی اساس، ایمان کا جزو اعظم اور کامل ہونے کا معیار قرار دیتے تھے ۔

ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی
کشتی و دریا و طوفانم توئی (اقبال)

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عزت، ادب اور شان پر جاں نثار کرنا ہی مسلمانی کی اصل ہے حضرت قبلہ قدس اللہ سرہٗ بھی اس گروہِ عاشقاں سے تعلق رکھتے تھے جسکے پیشِ نظر اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے عزت، ادب اور شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہوتی ہے۔ وہ اپنے غموں کا مداوا، زخموں کا مرہم اور خوشیوں کا مرکز صرف اور صرف آپ ﷺ کی ذات کو سمجھتے ہیں ۔

بے کساں را کس توئی در ہر نفس
من نہ دارم در دو عالم جز تو کس (فریدالدین عطار)

ــ یہ واقعہ جناب مستری بشیر احمد (ڈیکلاں) نے بیان کیا

حضرت قدس سرہٗ کی زبان پاک سے ایک سے زیادہ مرتبہ یہ شعر سنا گیا

؎ بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بو لہبی است

اقبال کا یہ شعر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق آپ کے خیالات کی بھرپور عکاسی کرتا ہے

شریعت کی پابندی

شریعت پر پابندی کا بڑی سختی سے حکم دیتے تھے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی سستی یا کوتاہی برداشت نہ کرتے تھے۔ شریعت پر عمل نہ کرنے والے کو ناپسند فرماتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ پنجاب کی مروجہ اور روایتی پیری مریدی کے سخت مخالف تھے۔ ساری عمر اس طریقہ کے خلاف زبانی اور عملی جہاد کرتے رہے۔ ایک دلچسپ واقعہ پیش ہے۔

شورکوٹ کینٹ پر عرس کا ہنگامہ عروج پر تھا، چند روایتی ملنگ قسم کے پیر آ گئے۔ حضرت قبلہ قدس اللہ سرہٗ نے انھیں سلیقہ سے بٹھایا۔ ان لوگوں نے نماز نہ پڑھی اور کھانے کیلئے سب سے پہلے دستر خوان پر پہنچ گئے۔ آپ نے اُن سے پوچھا کہ نماز کیوں نہیں پڑھی، جواب آیا کہ ہم مدینے نماز پڑھ آئے ہیں آپ نے فرمایا انھیں کھانا نہ دو اگر مدینے نماز پڑھ سکتے ہیں تو کھانا نہیں کھا سکتے۔ مدینے والے تو بڑے مہمان نواز ہیں۔ وہاں سے بھوکے تو نہیں آ سکتے۔ بعد میں آپ نے ان کو اُسی وقت چلتا کر دیا؂۔

اتحاد بین المسلمین کے داعی

اتحاد بین المسلمین کے بہت بڑے داعی تھے۔ مسلمانوں میں انشقاق و افتراق کو بالکل پسند نہ فرماتے، فروعی مسائل میں نہ الجھتے تھے۔ مگر اصولی موقف کا اظہار بڑی بے باکی سے فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مسلک کا آدمی آپ کو احترام کی نظر سے دیکھتا تھا۔

؂ جناب محمد صدیق صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا۔ دیگر احباب نے بھی تصدیق کی

ترکِ دنیا

دنیاداری کو بالکل ترک کر دینا آپ کی تعلیم نہ تھی شریعت اور طریقت کے اصولوں کے مطابق دنیاداری کو پسند فرماتے تھے۔ مگر مکمل طور پر دنیا کا ہو رہنے کو شریعت اور طریقت کے خلاف سمجھتے تھے۔ جناب حاجی عبدالمجید صاحب بیان کرتے ہیں حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے ایک خلیفہ تھے میرا اُن سے خاص تعلق تھا وہ لوگوں کے دنیوی کاموں کے سلسلے میں ایوانِ حکومت میں آتے جاتے رہتے تھے۔ آپ کے علم میں بھی یہ بات آ گئی۔ ایک روز مجھے طلب فرمایا میں حاضر ہوا۔ آپ کے چہرہ اقدس پر جلال کے آثار تھے۔ مجھ سے تخاطب کرتے ہوئے فرمایا

"بلاک افسر صاحب اپنے میاں صاحب کو سمجھائیں کہ فقیر کو زیب نہیں دیتا کہ دنیوی کاموں کے پیچھے بھاگتا پھرے"۔

میں نے آپ کی ناراضگی سے اُن خلیفہ صاحب کو مطلع کیا، وہ حاضرِ خدمت ہوئے۔ اپنے کئے پر آپ سے معافی چاہی آپ نے معاف فرما دیا۔

ہمہ نازِ بے نیازی ہمہ سازِ بے نوائی
دلِ شاہ لرزہ گیر دز گدائے بے نیازے (اقبال)

اثرات

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اپنی ساری زندگی رضائے الٰہی کے حصول اور دینِ اسلام کو سربلند کرنے کی کوشش میں گذار دی۔ آپ نے لوگوں کے دلوں پر بڑے گہرے اثرات چھوڑے آپ کی ذات سے ہزاروں بندگانِ خدا کو ذاتِ حق کا عرفان حاصل ہوا۔ آپ کی ذات وہ آفتاب تھا جسکی ضیاء سے ہزاروں گم کردہ راہ جادۂ منزل تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے۔ پاکستان کے گوشہ گوشہ میں آپ کے ارادت مند اور عقیدت مند سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

کرامات

کسی کامل کو جانچنے اور پرکھنے کا معیار صرف کعبۂ عشق قبلۂ دل حضور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ جو جتنا زیادہ سنت پر عمل کرنے والا ہوگا اُتنا ہی کامل ہوگا۔

عین الہدایہ باب الکراہت میں ہے ''جسقدر سنتوں کی پابندی یعنی اتباع و عمل زیادہ ہو اسی قدر مرتبہ زیادہ ہے اور جسقدر کمی ہو اُسی قدر نقصان ہے''

یہ دعویٰ بے دلیل نہیں ہے اس کو حقیقی اولیائے امت کی زبردست تائید حاصل ہے۔

حضرت امام شافعی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں

''اگر تم کسی کو پانی پر چلتے ہوئے اور ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھو تو اسے ولی نہ سمجھ لینا جب تک اُس کے تمام اعمال و افعال قرآن و سنت کے مطابق نہ ہوں''۔[1]

حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں

''ایں راہ کسے ناید کہ کتاب بردست راست گرفتہ باشد و سنت مصطفیٰ ﷺ بردستِ چپ و در روشنائی ایں دو شمع مے رود''[2]

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ راہِ تصوف کا حقیقی مسافر وہ ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں سنتِ مصطفیٰ ﷺ تھامی ہوئی ہو اور وہ اِن دو شمعوں کی روشنی میں راستہ طے کرتا ہو۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ فرماتے ہیں

''اتباعِ سنت ہی ارتقائے روحانی کی منزل آخر[3] (ہے)''

۱۔ تفسیر ابنِ کثیر سورۃ بقرہ حافظ عماد الدین ابن کثیر
۲۔ تذکرۃ الاولیاء حضرت فرید الدین عطار
۳۔ اقبال اور تصوف پروفیسر محمد فرمان ایم۔اے

حضرت قبلہ محمد علاء الدین شاہ قدس اللہ سرہٗ اس معیار پر کس حد تک پورا اترتے ہیں یہ قارئین گذشتہ صفحات میں قدرے تفصیل سے دیکھ چکے ہیں جہاں تک کرامات کا تعلق ہے اُن کی حیثیت ثانوی ہے لیکن کرامات کے ذکر کے بغیر شائد یہ تذکرہ مکمل نہ ہو۔ آپ کی لاتعداد کرامات بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

کھانے میں برکت

چاہ غازی والا براستہ اروتی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ حضرت قبلہ قدس سرہٗ اپنے ایک عقیدت مند مرید کے مہمان تھے۔ دس یا پندرہ مریدین و متوسلین حاضر تھے۔ میزبان نے حاضرین کی تعداد کے مطابق دس یا پندرہ لوگوں کا کھانا تیار کر لیا۔ اچانک عقیدت مندوں کی تعداد دوگنی چوگنی ہوگئی۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر میزبان پریشان ہو گئے، اگر کھانا دوبارہ تیار کروایا جاتا تو کافی دیر لگتی۔ مجبوراً تمام واقعہ حضرت کے گوش گذار کیا گیا۔ آپ نے فرمایا جس برتن میں کھانا ہے اُسے ڈھانپ دو۔ روٹیوں پر خوان پوش دے دو جب تک ہم نہ آئیں کھانا تقسیم نہ کیا جائے۔ آپ اُس جگہ تشریف لے گئے جہاں کھانا موجود تھا، جس برتن میں کھانا تھا اس میں آپ نے کفگیر گھمایا اور حکم دیا کہ کھانا تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ تعمیلِ حکم ہوئی۔ جو لوگ وہاں موجود تھے اُن کا بیان ہے کہ کھانا تمام حاضرین نے سیر ہو کر کھایا اور کچھ کھانا بچ بھی رہا۔[1]

بیماری سے شفا

جناب چوہدری دولت خان صاحب بیان کرتے ہیں حضرت قبلہ قدس سرہٗ چک نمبر گ ب ۶۹۵/۳۷ شورکوٹ کینٹ ضلع جھنگ ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہمارے

1۔ حضرت مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کے راوی ہیں۔ مولانا کا مزار چاہ اکاں والہ براستہ اروتی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہے

چک کی ایک عورت اپنے بچے کو لیکر میرے پاس آئی۔ بچے کا سر بڑھا ہوا تھا۔ آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں بچے کا سر ایک فٹ بال کی طرح نظر آتا تھا بچہ بالکل خاموش اور بے حس تھا۔ عورت نے کہا میں نے سنا ہے آپ کے پیر صاحب آئے ہوئے ہیں میں نے بچے کو دم رکھوانا ہے میں نے عورت سے کہا کہ حضرت اندر کمرے میں تشریف فرما ہیں۔ جا کر دم کروالو۔ وہ بچے کو لیکر اندر گئی، جیسے ہی اُس نے کپڑا ہٹانے کی کوشش کی آپ نے ایک نظر دیکھ کر فرمایا بس بس کپڑا نہ ہٹاؤ اور بچے کو لے جاؤ اللہ کرم کرے گا۔ نہ دم کیا نہ تعویذ دیا۔ باہر آ کر وہ عورت مجھ سے گلہ کرنے لگی کہ پیر صاحب نے تو دم رکھنا بھی گوارہ نہ کیا۔ خیر وہ بچہ لیکر چلی گئی۔ تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہوگا کہ وہ بچہ جو بے حس و حرکت تھا اچانک رونے لگ گیا۔ عورت نے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو بچہ درست ہو چکا تھا۔ جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی وہ چند دن میں دور ہو گئی۔ بعد ازاں عورت آئی اور اپنے الفاظ پر معافی مانگی۔ [1]

ایک اور واقعہ

جناب ڈاکٹر محمد رمضان صاحب بیان کرتے ہیں، میرا بچہ بیمار ہو گیا بہت علاج کرائے مگر بہتری نہ ہوئی، بچہ سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ ایک دن میں نے اپنی والدہ، بیوی اور بچے کو ہمراہ لیا اور دربارِ عالیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ لان میں کھڑے تھے میری والدہ نے جاتے ہی بچہ آپ کے قدموں پر رکھ دیا اور تفصیل بتا کر دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا بچہ کو اُٹھا لو انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کے بعد بچے کی صحت بہتر ہونا شروع ہو گئی۔ بالآخر بچہ صحت یاب ہو گیا۔

اس طرف بھی کرم اے رشکِ مسیحا کرنا
کہ تمھیں آتا ہے بیمار کو اچھا کرنا

---

[1] اس واقعہ کو بیان کرنے والے جناب چوہدری دولت خان حضرت قبلہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ مزار چک نمبر گ ب ۶۹۵/۳۷ شورکوٹ کینٹ میں ہے۔

جیب تراش کی نشاندہی

شورکوٹ کینٹ کا واقعہ ہے عرس مبارک منعقد تھا، محفل سماع ہو رہی تھی۔ جب محفل سماع ختم ہوئی تو ایک آدمی آپ کے حضور آیا اور عرض گذار ہوا، حضور میری جیب سے کسی نے پیسے نکال لئے ہیں۔آپ نے نگاہ اُٹھائی اور ایک آدمی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ادھر آؤ وہ آدمی آگے آ گیا آپ نے فرمایا اس کے پیسے دے دو اُس نے بلاچوں وچرا پیسے نکال کر دے دیئے۔

ے مقام شوق تیرے قدسیوں کے بس کا نہیں
انہی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد (اقبال)

ے جناب قاضی رب نواز صاحب مسکونہ مولا پور تحصیل کبیر والہ ضلع خانیوال نے بیان کیا

بدر الاصفیاء

حضرت محمد عبدالباری شاہ بزمی

قدس اللہ سرہٗ

؎ غمِ جاں ہو کہ غمِ دنیا ہو
یاد دیتی ہے دلاسے تیری (احمد فراز)

ولادت

امام العشاق بدرالاصفیاء حضرت مولانا سید محمد عبدالباری شاہ قدس اللہ سرہ ۱۴ جولائی ۱۹۳۹ء بمطابق ۲۵ جمادی الاوّل ۱۳۵۸ھ بروز جمعہ نصیر آباد چھاؤنی (اجمیر شریف) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حضرت سید محمد عبدالواحد؎ شاہ قدس اللہ سرہٗ تھا اور حضرت قبلہ تاج الاولیا قدس اللہ سرہٗ آپ کے عظیم نانا تھے تعلیم جاری تھی کہ ملک تقسیم ہو گیا۔ اس لئے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے لاہور آ گئے۔ لاہور میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد سرکاری ملازم ہو گئے۔ بڑے ذہین، فطین اور بذلہ سنج انسان تھے۔ مطالعہ بہت وسیع تھا۔ بڑی خوبصورت شخصیت کے مالک تھے جو ایک دفعہ آپ سے مل لیتا ہمیشہ کیلئے آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔

بیعت

بیعت کا شرف آپ کو اپنے نانا حضرت عبدالشکور شاہ تاج الاولیاء قدس اللہ سرہٗ کے ہاتھ پر حاصل ہے۔ اس آفتابِ معرفت کی تابشوں کو آپ نے خوب دیکھا اور محسوس کیا یہی تابشیں آپ کے دل و دماغ کی روشنی بن گئیں۔ آپ کا اپنا شعر ہے

؎ حضرت سید محمد عبدالواحد قدس سرہٗ حضرت عبدالشکور شاہ تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور داماد تھے۔ آپ کا انتقال ۲۴ نومبر ۱۹۶۴ بمطابق ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ بروز منگل ہوا۔ دربار عالیہ قادریہ شکوریہ بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور میں حضرت تاج الاولیاء قدس سرہٗ کے احاطہ مزار میں مدفون ہیں۔

ہم سے پوچھو آفتابِ معرفت کی تابشیں
ہم نے دیکھا ہے رخِ زیبائے تاج الاولیا

خلافت واجازت

خلافت واجازت آپ کو حضرت شاہ محمد علاء الدین قدس اللہ سرہٗ نے عنایت فرمائی تھی۔ ۱۹۶۸ء میں آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔

منزلِ آخر

پچھلے صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت شاہ محمد علاء الدین قدس اللہ سرہٗ کی اولادِ نرینہ نہیں تھی۔ ایک صاحبزادی ہیں جنکی شادی حضرت محمد عبدالباری قدس اللہ سرہٗ سے ہوئی تھی۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی زندگی کے آخری ایام میں آپ کے حکم سے حضرت محمد عبدالباری قدس اللہ سرہٗ ملازمت سے استعفیٰ دے کر لاہور سے مستقلاً ککی نوشریف منتقل ہو گئے۔

نصیر آباد میں آنکھ کھولی۔ لکھنؤ میں بچپن گذرا۔ لاہور میں جوانی کا آغاز ہوا اور ککی نو منزلِ آخر ٹھہری۔ اقبال نے خوب کہا ہے

سکوتِ شام سے تا نغمۂ سحر گاہی
ہزار مرحلہ ہائے فغانِ نیم شبی

مسند آرائی

حضرت خواجہ محمد علاء الدین شاہ قدس اللہ سرہٗ کے سانحہ ارتحال کے بعد ۲۲ جنوری ۱۹۷۰ء آپ مسند آرائے دربارِ عالیہ قادریہ شکوریہ ککی نوشریف ہوئے۔

خدمات

دربارِ عالیہ کا انتظام وانصرام آپ نے بڑی خوبی سے سنبھالا اور سلسلہ عالیہ سے متعلقہ امور بڑی خوش اسلوبی سے نبھائے۔ مزاج میں بہت نرمی تھی ہر وقت چہرے پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ مگر جہاں دینی یا روحانی قدروں کو پامال ہوتے دیکھتے بہت سختی سے تادیب فرماتے۔ کوئی غیر اُصولی بات برداشت نہ کرتے اسلاف کے اُصولوں کی پاسداری بڑی جانفشانی سے فرماتے۔

دینی اور وحانی قدروں کی اشاعت میں بھی ہمیشہ سرگرمِ عمل رہے بہت کم عرصہ میں آپ نے لوگوں کی بڑی تعداد کو سلسلۂ عالیہ سے منسلک کیا۔ بیماری کے باوجود دور دراز کا سفر فرماتے یہ سفر ہمیشہ تبلیغی مقاصد کیلئے ہوتا تھا۔ جو مختصر عرصہ قدرت نے آپ کو دیا وہ آپ نے دینِ اسلام کی سربلندی، احیائے سنت اور اپنے اسلاف کی روحانی اقدار کو عام کرنے میں پورے خلوص اور دیانت داری سے صرف کیا۔

سانحہ ارتحال

سجادہ نشین ہونے کے چند ماہ بعد ہی ایک رات آپ کو دل کا دورہ پڑا لیکن یہ شدید نہ تھا ۔ پھر تو دل کا یہ روگ ایک مستقل روگ بن گیا۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں کی تشخیص کے مطابق آپ کو انجائنا کی تکلیف تھی معالجہ مسلسل جاری رہا مگر افاقہ کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ وقت کے ساتھ تکلیف میں اضافہ ہوتا گیا۔ جون ۱۹۷۴ء میں آپ علاج کی غرض سے لاہور تشریف لے گئے ۔ لاہور میں ۳ جون ۱۹۷۴ بمطابق ۱۱ جمادی الاوّل ۱۳۹۴ھ بروز پیر آپ کو بہت شدت کا دورہ پڑا۔ سب تدبیریں ناکام ہوگئیں۔ کچھ نہ دوا نے کام کیا۔

رات ساڑھے دس بجے سب کو آنسو دے کر آپ مَلاءِ اعلیٰ کو روانہ ہو گئے۔
آپ کا اپنا شعر ہے

؎ یہ کس نے کہہ دیا مرقد میں تنہا جا رہے ہیں ہم
ہمارے دل میں ہے ارمانِ تاج الاولیا دیکھو

آخری آرام گاہ

دربارِ عالیہ قادریہ شکوریہ لکی نوتحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں حضرت قبلہ محمد علاء الدین شاہ قدس اللہ سرہٗ کے مرقد منور کے پہلو میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے جو آج بھی زیارتِ گاہ اہلِ دل اور مرجع خلائق ہے۔

صرف ساڑھے چار سال آپ زیبِ سجادہ رہے۔آپ کو ہم لوگوں سے جدا ہوئے ایک بہت بہت طویل عرصہ گذر گیا ہے۔مگر وقت تھم گیا ہے

؎ جب وہ بچھڑے تھے رات باقی تھی
کٹ گئی عمر رات باقی ہے

آج بھی آپ کا مسکراتا خوبصورت چہرہ ہماری بزمِ خیال میں سجا ہے آج بھی آپ کی خوبصورت باتوں کی خوشبو ہماری یادوں کے آنگن میں پھیلی ہے۔یقیناً یہ زمانہ بھی آپ کا زمانہ ہے کیونکہ اچھے لوگ نظروں سے اوجھل ضرور ہو جاتے ہیں مرا نہیں کرتے۔

؎ مجھے خبر ہے کہ سارے زمانے تیرے ہیں
یہ تذکرہٗ کسی ماضی کا ہے نہ حال کا ہے
ہر ایک سمت سے آتی ہے تیری ہی خوشبو
ہر اک زمانہ زمانہ ترے وصال کا ہے (شہزاد احمد)

ذوقِ شاعری

؎ میرے شعر سیماب میرے نہیں ہیں
وہ خود بولتے ہیں حجاب سخن میں (سیماب اکبرآبادی)

بڑے بلند پایہ شاعر تھے ''بزمی'' تخلص فرماتے تھے۔ استاد الشعراء جناب حکیم سید صغیر الحسن زیبا ناروی؎ کے شاگرد تھے۔ بزمی تخلص بھی جناب زیبا ناروی صاحب نے تجویز فرمایا تھا۔حضرت قبلہ تاج الاولیاء محمد عبدالشکور قدس اللہ سرہٗ نے بھی اس تخلص کو پسندیدگی کی سند عطا کرتے ہوئے اس کی توثیق کردی اس طرح آپ بزمی تخلص فرمانے لگے۔ آپ کے چند اشعار بطور تبرک پیش ہیں۔

جس طرف سے ترا دیوانہ مچل کر نکلا
پیشوائی کو ہر اک ہاتھ میں پتھر نکلا

بیخودی تیرا بھلا ہو کہ جہاں سر رکھا
کھل گئی آنکھ تو دیکھا کہ ترا در نکلا

دھل گئی فردِ عمل مل گیا جامِ کوثر
جب سرِ حشر لئے شافعِ محشر نکلا

یہ بھی ہے اُن کا کرم یہ بھی عنایت ان کی
کامیابی سے یہ بزمی سرِ محشر نکلا

؎ مزار لاہور میں ہے۔ حضرت نوح ناروی سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ حضرت تاج الاولیاء قدس سرہٗ کے مرید تھے۔

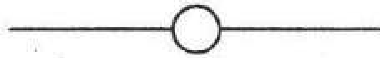
نہ کیوں آٹھوں پہر ہو روشنی ناقوس میں دل کے
نظر میں کھینچ لائے ہم بھی جلوئے حسن کامل کے

دکھائے یوں عجب انداز اُن کو جذبِ کامل کے
نہ ہوتے تھے مگر وہ ہوگئے قائل مرے دل کے

مصیبت ہوکہ آفت ہو اذیت ہوکہ زحمت ہو
بڑھے جاتے ہیں منزل کی طرف دیوانے منزل کے

سر میخانہ یوں ساقی نے شیشہ توڑ کر پھینکا
نظر آنے لگے چاروں طرف ٹکڑے مرے دل کے

قیامت ہوگیا اظہارِ عشق و آرزو بزمی
مصیبت آگئی دل پر وہ دشمن ہوگئے دل کے

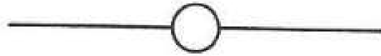


قائم مقام

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ الشاہ محمد نظام الدین مدظلہٗ قائم مقام سجادہ نشین ہیں ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۶۱ء بروز ہفتہ لاہور میں ولادت ہوئی ۔ ۶ جون ۱۹۷۴ء بمطابق ۱۵ جمادی الاوّل ۱۳۹۴ھ بروز جمعرات سجادگی کے منصب پر فائز ہوئے اور آج تک بڑی کامیابی سے تمام امور سرانجام دے رہے ہیں۔ گھریلو امور اور دربارِ عالیہ کا انتظام وانصرام بڑی خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں۔ سلسلۂ عالیہ کی دیکھ بھال بڑی خوبصورتی سے کر رہے ہیں۔ دینی و روحانی قدروں کی حفاظت میں اپنے اسلاف کی روایات کے امین ہیں اور اسلاف کے مشن کو بڑی خوبصورتی سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ خداوندِ قدوس آپ کی عمر دراز فرمائے ، ہمت اور توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین)

گھر ، دربارِ عالیہ اور سلسلۂ عالیہ میں محور واکائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جزاکم اللہ فی الدارین





كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ
اَصْلُهَا ثَابِتٌ
وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اٰمِيْن

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

اللہ جل جلالہ

ھُوَ الْقَادِرُ رح ھُوَ الشَّکُورُ رح ھُوَ الْمُعِیْنُ رح

شجرہ طیبہ مبارکہ

سلسلہ عالیہ قادریہ ابو العلائیہ
چشتیہ جہانگیریہ شکوریہ علائیہ

(عربی)



مسند آرا

دربارِ عالیہ قادریہ شکوریہ علائیہ
موضع ککی نو تحصیل شورکوٹ
(جھنگ)

الٰهی بحُرمَتِ رازو نیاز راحتُ العاشقین الشاہ حضرت صاحبزادہ سیّد محمّد نظام الدین شاہ مدظلہ العالی

تاریخ وصال و جائے مزار

۳ جون ۱۹۷۴ء بمطابق ۱۱ جمادی الاوّل ۱۳۹۴ھ بروز پیر
دربارِ عالیہ قادریہ شکوریہ موضع ککی نو (جھنگ)

الٰهی بحُرمَتِ رازو نیاز امیرُ الطّریقت والشّریعت سُلطانُ العاشقین بدرُالاصفیاء حضرت مُحمّد عبدُالباری شاہ قُدّس اللّٰہ العزیز

۱۹ جنوری ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۰ ذیقعد ۱۳۸۹ھ بروز پیر
دربارِ عالیہ قادریہ شکوریہ موضع ککی نو (جھنگ)

الٰهی بحُرمَتِ رازو نیاز امامُ العارفین حبیبِ ربّ العالمین راحتُ العاشقین منهاجُ الکاملین فخرُ المتوکّلین شمسُ الاولیاء سیّدنا و مولانا شاہ مُحمّد علاؤ الدین قُدّس اللّٰہ العزیز

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ بمطابق ۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء بروز اتوار
بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن فیروز پور روڈ لاہور

الٰهی بحُرمَتِ رازو نیاز نورُ العالمین شمسُ المُنوّرین سیّدُ المتاخّرین سندُ العارفین حبیبُ اللہِ الغفور سیّدنا و مولانا حضرت شاہ مُحمّد عبدُ الشّکور المُخاطب بخطاب الغیبی بتاجُ الاولیاءِ ارواحنا فداھم

۲۴ ربیع الاوّل ۱۳۲۹ھ بمطابق ۲۶ مارچ ۱۹۱۱ء بروز اتوار
مسلم قبرستان صدر بازار لکھنؤ

الٰهی بحُرمَتِ رازو نیاز سراجُ السّالکین سُلطانُ العاشقین بُرہانُ الواصلین حضرت سیّدنا شاہ نبی رضا قُدّس اللّٰہ تعالیٰ سرّہُ العزیز

۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ بروز پیر موضع مرزا کھل شریف ساتکنیا چاٹگام (بہار)	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُو نِیَازْ سُلْطَانُ الْعَارِفِیْنَ بُرْهَانُ الْعَاشِقِیْنَ قُطْبُ الْعَالَمِیْنَ حَضْرَتْ فَخْرُ الْعَارِفِیْنَ سَیِّدِنَا شَاہ عَبْدُ الْحَیِّ قُدَّسَ اللّٰهُ تعالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْزْ
۱۲ ذیقعد ۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۸۸۵ء بروز پیر موضع مرزا کھل شریف ساتکنیا چاٹگام (بہار)	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازْ وَهَّاجُ الْکَامِلِیْنَ مِنْهَاجُ الْوَاصِلِیْنَ وَارِثِ عُلُوْمِ النَّبِیِّیْنَ اَلْفَانِیْ فِیْ ذَاتِ السُّبْحَانِ حضرت سَیِّدِنَا شَاہ مُخْلِصُ الرَّحْمٰنْ قُدَّسَ اللّٰهُ تعالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْ
۶ ذیقعد ۱۳۰۴ھ محلّہ قاضی ولی چک بھاگلپور	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازْ قُطْبُ الْعَارِفِیْنَ سُلْطَانُ الْوَاصِلِیْنَ اَلْمُسَمّٰی بِاِسْمِ السَّعُوْدِ نَائِبِ النَّبِیِّ وَارِثِ عُلُوْمِ الْمُرْتَضَوِیْ حَضْرَتْ سَیِّدْ نَا شَاہ اِمْدَادُ عَلِیْ قُدَّسَ اللّٰهُ تعالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْزْ
۶ جمادی الاوّل ۱۲۸۷ھ محلّہ کریم چک چھپرہ	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازْ اِمَامُ الْمُوَحِّدِیْنَ اِفْتِخَارُ الْمُتَوَکِّلِیْنَ مَحْبُوْبِ اللّٰهِ الْقَوِیْ حَضْرَتْ سَیِّدُنَا شَاہ مُحَمَّدْ مَهْدِیُّ الْفَارُوْقِیْ الْقَادِرِیْ قُدَّسَ اللّٰهُ تَعالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْزْ
۱۳ ربیع الثانی سن معلوم نہ ہوسکا محلّہ کریم چک چھپرہ	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُو نِیَازْ عَاشِقِ رَسُوْلُ الثَّقَلَیْنِ مَقْبُوْلِ الْکَوْنَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا شَاہ مَظْهَرْ حُسَیْنْ قُدَّسَ اللّٰهُ تعالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْزْ

۹ شعبان ۱۲۲٦ھ
محلّہ کریم چک چھپرہ

اِلٰھِیْ بَحُرْمَتِ رَازْ وَنِیَازْ سُلْطَانُ الْمَعْرِفَتْ
اَمِیْرُ الطَّرِیْقَت اَلْفَانِیْ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ حضرتْ
سَیِّدِنَا مَخْدُوْم شَاہ حَسَنْ دوْسْتْ اَلْمُلَقَّبْ
بَشَاہْ فَرْحَتُ اللّٰہ قُدَّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہُ الْعَزِیْزْ

۲۸ ربیع الاوّل ۱۲۲۴ھ
محلّہ خواجہ کلاں گھاٹ
شہر پٹنہ

اِلٰھِیْ بَحُرْمَتِ رَازْ وَنِیَازْ حَبِیْبُ اللّٰہِ الْقَوِیُّ
الْبَاقِیْ بِذَاتِ اللّٰہِ الْمُتَعَالِیْ حضْرَتْ مَوْلَانَا
مَخْدُوْم شَاہ حَسَنْ عَلِیْ قُدَّسَ اللّٰہُ تَعالیٰ
سِرَّہُ الْعَزِیْزْ

۱۲ رجب المرجب ۱۱۸۵ھ
محلّہ متین گھاٹ شہر پٹنہ

اِلٰھِیْ بَحُرْمَتِ رَازْ وَنِیَازْ اِمَامُ الْعَارِفِیْنَ سُلْطَانُ
الْوَاصِلِیْنَ غَوْثُ الْکَامِلِیْنَ حضْرَتْ سَیِّدِنَا
مَخْدُوْم شَاہ مُنْعِمْ پَاکْبَازْ قُدَّسَ اللّٰہُ تعالیٰ
سِرَّہُ الْعَزِیْزْ

۱۹ ذیقعد
سن معلوم نہ ہوسکا
قصبہ باڑھ ضلع بہار

اِلٰھِیْ بَحُرْمَتِ رَازْ وَنِیَازْ اِمَامُ الْمِلَّتِ وَالدِّیْنِ
الْمُعْتَصِمُ بِحَبْلِ اللّٰہِ الْمَتِیْنُ حضْرَتْ سَیِّدِنَا
خَلِیْلُ الدِّیْن قُدَّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہُ الْعَزِیْزْ

۲۴ ربیع الاوّل سن معلوم نہ ہوسکا قصبہ باڑھ ضلع بہار	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُ الَّذِیْ مِنْ کُلِّ دَنَسٍ اَطْهَرُ وَلِکُلِّ ظَفَرٍ اَظْفَرُ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا مِیْر جَعْفَرْ قُدِّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْزْ
تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی مزار محلہ بارہ دری بہار	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُ الْفَانِیْ فِی اللّٰهِ وَالْبَاقِیْ بِاللّٰهِ الْمُتَحَیَّرُ فِیْ جَمَالِ اللّٰهِ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا مِیْر اَهْلُ اللّٰهُ قُدِّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْزْ
۴ محرم سن معلوم نہ ہوسکا محلّہ نئی سرائے موسومہ گڑھ بارہ دری بہار	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُ سَیِّدُ الْمُتَوَکِّلِیْنَ سَیِّدُ الْمُتَّوَرِعِیْنَ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا مِیْر نِظَامُ الدِّیْن قُدِّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْزْ
۱۶ صفر سن معلوم نہ ہوسکا محلّہ نئی سرائے بارہ دری بہار	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُ بَدْرُ الْمُتَّقِیْنَ شَمْسُ الْمُجَاهِدِیْنَ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا مِیْر تَقِیُّ الدِّیْن قُدِّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْزْ
۱۱ ذیقعد سن معلوم نہ ہوسکا محلّہ بارہ دری بہار	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُ قُدْوَةُ السَّالِکِیْنَ زُبْدَةُ الْعَارِفِیْنَ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا مِیْر نَصِیْرُ الدِّیْن قُدِّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْزْ
تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی محلّہ بارہ دری بہار	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُ اَکْمَلُ الْکَامِلِیْنَ وَاَفْضَلُ التَّارِکِیْنَ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا مِیْر مَحْمُوْد قُدِّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْزْ

۵ جمادی الثانی سن معلوم نہ ہو سکا محلہ بارہ دری بہار	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُالْمَعَارِفُ بِذَاتِ اللّٰهِ وَالْمُخَلِّقُ بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ حَضْرَتْ سَیِّدِنَامِیْرفَضْلُ اللّٰهِ عُرْفُ سَیِّدِکُسَائِیْن قُدَّسَ اللّٰهُ تعالیٰ سِرَّهُ الْعَزِیْزُ
۲۵ شعبان ۹۲۵ھ محلّہ علّن پور عقب جیل خانہ جونپور	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُاَرْشَدُالرَّاشِدِیْنَ اَطْهَرُ الطَّاهِرِیْنَ حَضْرَتْ شَاهْ سَیِّدِنَاقُطْبُ الدِّیْن بِیْنَائے دِلُ قُدَّسَ اللّٰهُ تعالیٰ سِرَّهُ الْعَزِیْز
۲۰ ذی الحجہ سن معلوم نہ ہو سکا قریب گڈھ مانڈ وقصبہ تالچھ متصل گھاٹی نونہرہ صوبہ مالوہ	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُرَفِیْقُ الطَّالِبِیْنَ اَنِیْسُ الْمُشْتَاقِیْنَ حَضْرَتْ سَیِّدِنَاشَاهْ نَجْمُ الدِّیْن قَلَنْدَرْقُدَّسَ اللّٰهُ تعالیٰ سِرَّهُ الْعَزِیْزُ
۱۲ ربیع الثانی ۶۶۲ھ شرق حوض شمسی دہلی	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُالْوَاقِفُ اَسْرَارِالْعُلْوِیْ وَالْعَالِمُ بِعُلُوْمِ الصُّوَرِیْ وَالْمَعْنَوِیْ حَضْرَتْ سَیِّدِنَامِیْرمُبَارِکْ غَزْنَوِیْؒ قُدَّسَ اللّٰهُ تَعالیٰ سِرَّهُ الْعَزِیْزُ
تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی مزار شریف غزنی	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُونِیَازُمَحْبُوْبِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عِمَادُالْمِلَّةِ وَالدِّیْن حَضْرَتْ سَیِّدِنَامِیْرنِظَامُ الدِّیْن قُدَّسَ اللّٰهُ تعالیٰ سِرَّهُ الْعَزِیْزُ

آپ کا پورا نام سید نورالدین مبارک غزنوی ہے (اخبار الاخیار عبدالحق محدث دہلوی) سابقہ اشاعتوں میں کسی وجہ سے آپ کا پورا نام چھپنے سے رہ گیا ہے ہم نے متن ویسے ہی رہنے دیا ہے حاشیہ بڑھا دیا ہے تاکہ قارئین حقیقت پر آگاہ ہو جائیں

یکم محرم ۶۳۲ھ بروز جمعہ قبرستان وردیہ بغداد شریف (عراق)	اِلٰھی بَحُرمَتِ رَازونیاز رَأسُ الاَولیاءِ العٰلمین اَکرَمُ المُکرَمِینَ وَاَعظَمُ المُعظَمِینَ شَیخ الشُّیوخ حضرت سیدنا شیخ شھاب الدین سُھروردی قُدَّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہُ العَزِیز
۹ ربیع الثانی ۵۶۱ھ بروز جمعہ بغداد شریف (عراق)	اِلٰھی بَحُرمَتِ رَازونیاز حضرت غوث الثَّقَلَین قُطبُ المَشرِقَینِ وَالمَغرِبَینِ اِبنُ الحَسَنِ وَالحُسَینِ مَحبُوبِ خَالِقِ الکَونَینِ حضرت سیدنا مُحیُّ الدِّین شَیخ عَبدُالقَادِر جِیلانِی قُدَّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہُ العَزِیز
۲۵ محرم ۵۱۳ھ بغداد شریف (عراق)	اِلٰھی بَحُرمَتِ رَازونیاز سَیّدُ الوَاصِلِینَ سَنَدُ المُحقِّقِینَ تَاجُ المُتَّقِینَ حضرت سیدنا ابُوسَعِید بِن مُبارَک مَخذُومِی قُدَّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہُ العَزِیز
۴ محرم ۴۸۶ھ بغداد شریف (عراق)	اِلٰھی بَحُرمَتِ رَازونیاز حَبِیبُ اللّٰہِ البَارِی المُزَیِّن بِاَخلاقِ العَالِی حضرت سیدنا ابُوالحَسَن عَلِی الھُنکَارِی الغَزنَوِی قُدَّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہُ العَزِیز

تاریخ وفات میں اختلاف ہے دارا شکوہ لکھتا ہے کہ ایک روایت کے مطابق ۱۱ ربیع الثانی تھی اور بعض روایات میں ۱۳ اور بعض میں ۱۷ ربیع الثانی ہے، لیکن راجح قول ۹ ربیع ثانی ہے (سفینۃ الاولیاء)

۱۵ ربیع الاوّل ۴۰۷ھ عراق	اِلٰھی بَحُرمَتِ رَازُو نیازُ جمِیلُ الشِیَّمُ رَفِیقِ الْاُمَمْ مِصْبَاحِ الظُّلَمْ حَبِیبُ الْبَارِیْ حضرتْ سَیِّدِنَا اَبُوْیُوسُفْ طَرطُوسِیْ قُدِّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہُ الْعَزِیزْ
۴ یا ۱۰ ذیقعد ۴۴۷ھ (عراق)	اِلٰھی بَحُرمَتِ رَازُو نیازُ مِشْکٰوۃُ الْمَعَانِیْ مِصْبَاحُ الْاٰمَالِ وَالْاَمَانِیْ حضرتْ شَیْخ عَبدُالْعَزِیز یَمْنِیْ قُدِّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہُ الْعَزِیزْ
۷ محرم یا ۳ ربیع الاوّل ۳۸۷ھ (عراق)	اِلٰھی بحُرمَتِ رَازُو نیازُ اَنِیسُ الْغرِیْبِیْنَ رَاحَۃُ الْمُشْتَاقِیْنَ سَیِّدُ الْوَاصِلِیْنَ حضرتْ سَیِّدِنَا شَیْخ رَحِیمُ الدِّیْن عَیاضْ قُدِّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہُ الْعَزِیزْ
۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ یا ۳۴۲ھ بغداد شریف (عراق)	اِلٰھی بَحُرمَتِ رَازُو نیازُ اَلْعَالِمِ عُلُوْمُ الْخفِیِّ وَالْجلِیِّ وَالْعَارِفُ بِاَسْرَارِ الْمَعْنوِیْ حضرتْ سَیِّدِنَا شَیْخ اَبُوبَکرْ شِبْلِیْ قُدِّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہُ الْعَزِیزْ
۱۶ رجب ۲۹۷ھ یا ۲۹۸ھ بغداد شریف (عراق)	اِلٰھی بَحُرمَتِ رَازُو نیازُ اَلْمَحرَمُ بِاَسْرَارِ الظَّاھِرِیْ وَالْبَاطِنِیْ اَلْعَالِمُ بِالْعُلُوْمِ الصُّوْرِیْ وَالْمَعْنوِیْ رَاسُ الْاَوْلِیَاءِ حضرتْ سَیِّدُ الطَّآئِفَہْ شَیْخ جُنیْد بَغْدَادِیْ اَلْعَزِیزْ قُدِّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّہٗ

۳ رمضان المبارک ۲۵۳ھ
بروز منگل
بغداد شریف (عراق)

اِلٰهی بَحُرْمَتِ رَازْ وَنِیَازْ سُلْطَانُ الْمَقْبُوْلِیْنَ قِبْلَةُ
الْمُتَوَسِّلِیْنَ سَیِّدُ الْکَامِلِیْنَ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا شَیْخ
سِرِّیْ سَقَطِیْ قُدِّسَ اللّٰهُ تعالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْز

۲۰ محرم الحرام ۲۰۰ھ
کرخ بغداد شریف

اِلٰهی بَحُرْمَتِ رَازْ وَنِیَازْ سُلْطَانُ الْعَاشِقِیْنَ بُرْهَانُ
الْکَامِلِیْنَ وَسِیْلَةُ الْمُقَرَّبِیْنَ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا شَیْخ
مَعْرُوْف کَرْخِیْ قُدِّسَ اللّٰهُ تعالٰی سِرَّهُ الْعَزِیْز

۹ صفر ۲۳۷ھ بروز جمعہ
مشہد مقدس (عراق)

اِلٰهی بَحُرْمَتِ رَازْ وَنِیَازْ اِمَامُ الْاَوْلِیَاءِ هُمَامُ
الْاَصْفِیَا سَیِّدِ الْاَتْقِیَاء زُبْدَةُ الْاَزْکِیَا حَضْرَتْ
سَیِّدِنَا اِمَامْ عَلِیْ بِنْ مُوْسیٰ رَضَا عَلَیْهِ السَّلَامْ

۱۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ
بروز جمعہ
کاظمین شریف
بغداد شریف

اِلٰهی بَحُرْمَتِ رَازْ وَنِیَازْ ذُوالْفَضَائِلِ وَالْمَکَارِمْ
اَعْظَمُ الْعَظَائِمِ صَاحِبُ التَّصْمِیْمِ الْغَرَائِمِ حَضْرَتْ
سَیِّدِنَا اِمَامْ مُوْسیٰ کَاظِمْ عَلَیْهِ السَّلَامْ

۱۸ رجب ۱۸۲ھ بروز جمعہ
جنت البقیع (مدینہ منورہ)

اِلٰهی بَحُرْمَتِ رَازْ وَنِیَازْ حَبِیْبُ الْخَالِقْ اَفْضَلُ
الْخَلَائِقْ الْاَکْرَمُ وَالْفَائِقِ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا اِمَام
جَعْفَر صَادِقْ عَلَیْهِ السَّلَامْ

۱۰ ذی الحجہ ۱۱۰ھ بروز اتوار
جنت البقیع (مدینہ منورہ)

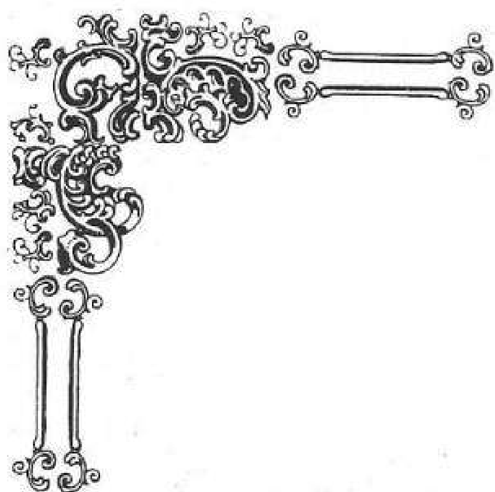
اِلٰهی بَحُرْمَتِ رَازْ وَنِیَازْ حَبِیْبُ اللّٰهِ الْاَکْبَرُ مَزَیِّنِ
الْمِحْرَابِ وَالْمِنْبَرِ الْمُعَظَّمُ وَالْمُفْتَخَرِ حَضْرَتْ
سَیِّدِنَا اِمَامْ مُحَمَّد بَاقِرْ عَلَیْهِ السَّلَامْ

۱۸ محرم الحرام ۹۴ھ یا ۹۵ھ جنت البقیع (مدینہ منورہ)	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُ وَنِیَازُ اِمَامُ الصَّابِرِیْنَ هُمَامُ الشَّاکِرِیْنَ سَیِّدُ السَّاجِرِیْنَ قِبْلَةُ الْمُتَّقِیْنَ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا اِمَامْ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ
۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ بمطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء بروز جمعہ کربلا معلّٰی	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُ وَنِیَازُ قُرَّةُ عَیْنِیْ رَسُوْلُ الثَّقَلَیْنِ رَاحَةُ الْقَلْبِ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ اِمَامُ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا اِمَامْ حُسَیْن عَلَیْهِ السَّلَامُ
۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ بمطابق ۲۵ جنوری ۶۶۱ء نجف اشرف (عراق)	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُ وَنِیَازُ اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ الْمَطْلُوْبُ کُلِّ طَالِبِ مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ مَوْلَانَا وَمَوْلَی الْکُلِّ حَضْرَتْ سَیِّدِنَا عَلِیْ بِنْ اَبِیْ طَالِبْ عَلَیْهِ السَّلَام
۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ بمطابق ۸ جون ۶۳۲ء بروز سوموار مدینہ منورہ	اِلٰهِیْ بَحُرْمَتِ رَازُ وَنِیَازُ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ سَیِّدُ الثَّقَلَیْنِ نَبِیُّ الْحَرَمَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی اَحْمَدِ مُجْتَبٰی **مُحَمَّدِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

لِمَنْ صَارَ ______ تَائِباً عَلٰی یَدِ اَضْعَفِ عِبَادِ اللّٰهِ الْقَوِیِّ الشَّیْخ

______ عَفَی اللّٰهُ عَنْهُ فَلَقَّنْتُهٗ کَلِمَةَ التَّوْحِیْدِ

وَالتَّوْبَةِ وَالْاِنَابَتِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَاِمْتِثَالِ اَوَامِرِهٖ وَالْاِجْتِنَابِ عَنْ نَوَاهِیْهٖ



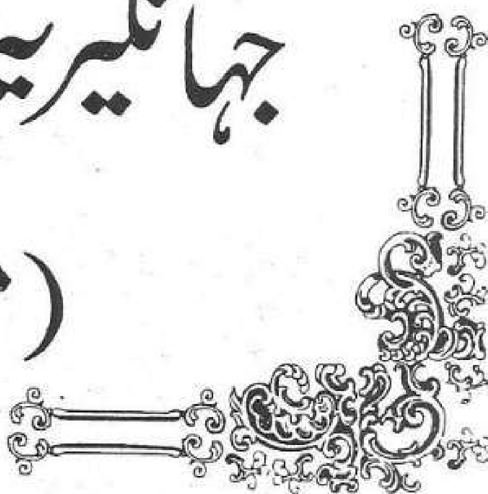
شجرہ طیّبہ مبارکہ

سلسلہ عالیہ

قادریہ چشتیہ ابو العلائیہ

جہانگیریہ شکوریہ علائیہ

(منظوم)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھُوَالشَّکُوْرُ

حمد ہے اس خالق ہر دوسرا کے واسطے
جس نے پیدا کی ہر اک شے مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

پتہ پتہ سے ہویدا شان لولاک لما
ذرّہ ذرّہ دہر کا ہے مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

وہ کہ جن کے دم سے قائم ہے نظامِ کائنات
وقف جن کی زندگی تیری رضا کے واسطے

جن کے دم سے گلشنِ توحید ہے پھولا پھلا
باعثِ برکت ہیں جو ارض و سما کے واسطے

التجا مقبول فرما اے خدائے انس و جاں
برگزیدہ بندگانِ باصفا کے واسطے

حب نبی ﷺ پرختم ہو میرا نظامِ زندگی
شاہ نظام الدین مدظلہ جان اصفیا کے واسطے

زندگی و موت میری رحمت باری میں ہو
شاہ عبدالباریؒ بدر الاصفیاء کے واسطے

یا الٰہی ہو منور میرے دل کی انجمن
شاہ علاء الدینؒ شمس الاولیاء کے واسطے

دل کو روشن کر طفیلِ حضرتِ عبدالشکورؒ
عارف باللہ تاج الا ولیاء کے واسطے

منحصر تیری رضا پر زندگی و موت ہو
قبلۂ ایمان و دین شاہ رضاؒ کے واسطے

دل ہو معمورِ محبت لب پہ حی لایموت
شاہ عبدالحیؒ غوث الاولیاء کے واسطے

جو کروں میں راہ میں تیری بصد اخلاص ہو
مخلص الرحمانؒ جان اولیاء کے واسطے

اے خدائے دو جہاں ہر حال میں امداد کر
شاہ امدادِ علیؒ بحرِ عطا کے واسطے

ہو نصیب ہم کو خدایا ارتقائے معرفت
شاہ محمد مہدیؒ شاہ ہدا کے واسطے

دل کا ہر گوشہ ہو مرکز الفتِ حسنین کا
حضرت مظہر حسینِؒ پارسا کے واسطے

مجھکو تیرے ذکر سے ہر لحظہ فرحت ہو نصیب
فرحت اللہؒ شاہ محبوب خدا کے واسطے

جو قدم اُٹھے الٰہی وہ اُٹھے سوئے حسن
حسن علی شاہِ حسنؒ بحرِ عطا کے واسطے

منعم مطلق عطا کر دوجہاں کی نعمتیں
شاہ منعمؒ پاکباز و پارسا کے واسطے

یا الٰہی کر مجھے بھی حامل سرِّ خلیل
شہ خلیل الدین سید مہ لقا کے واسطے

دل میں ہو میرے تجلیات جعفر ضو فگن
میر سید جعفرؒ نزہت فضا کے واسطے

کر عطا مجھ کو خدایا عشق اہل اللہ کا
سید اہل اللہ شانِ اولیاء کے واسطے

یا الٰہی ہو نظامِ دین و دنیا سب درست
شہ نظام الدینؒ جانِ اتقیاء کے واسطے

اتقائے دین و دنیا ہو مجھے یا رب نصیب
شہ تقی الدین شاہؒ اتقیاء کے واسطے

یا الٰہی تیری نصرت شامل ہر حال ہو
شہ نصیر الدینؒ احمد خوش لقا کے واسطے

عاقبت محمود کر میری خدائے دوجہاں
سید محمودؒ بدرالاتقیاء کے واسطے

یا الٰہی ہر گھڑی ہو بارشِ ابرِ کرم
میر فضل اللہؒ شاہِ اصفیاء کے واسطے

دے محبت قطب الدین کی یا الٰہ العالمین
شاہ قطب الدینؒ قطب الاولیاء کے واسطے

دل ضیائے نجم دیں سے تا ابد روشن رہے
شاہ نجم الدینؒ نجم الاصفیاء کے واسطے

وہ کرم ہو تیرا بن جائے مبارک ہر گھڑی
شہ مبارکؒ غزنوی با خدا کے واسطے

میں جیوں جب تک نظامِ زندگی برہم نہ ہو
شہ نظام الدینؒ ثانی مہ لقا کے واسطے

جگمگا دے قلب کو نورِ شہاب الدین سے
شہ شہاب الدینؒ شمس الاولیاء کے واسطے

وہ محیؔ الحق وَ الدّین غوثِ عالم دیں پناہ
شاہ عبدالقادرؒ کہف الوریٰ کے واسطے

اے غیاث المستغیثین قادرِ مطلق ہے تو
رحم فرما حضرتِ غوث العلاؒ کے واسطے

اے خدا مجھکو بنادے دین و دنیا میں سعید
نورِ عالم بو سعیدؒ مقتدا کے واسطے

اے خدا کر دے عطا توفیقِ اعمالِ حسن
بو الحسنؒ شاہ رئیس الاصفیاء کے واسطے

ظاہر و باطن میرا ہو حسنِ یوسف کیطرح
حضرتِ بو یوسفؒ شاہِ ولا کے واسطے

یا الٰہی مجھکو رکھنا اپنے بندوں میں عزیز
حضرت عبدالعزیزؒ بے ریا کے واسطے

تیری رحمت کا ہو سایہ اے رحیمِ بے مثال
شہ رحیم الدینؒ ذی حلم و حیا کے واسطے

دل میں دردِ عشق اپنا مثلِ شبلی دے مجھے
حضرتِ بوبکرؒ شبلی با خدا کے واسطے

ذرّہ درد جنیدی یا الٰہی ہو عطا
حضرت شیخِ جنیدؒ پیشوا کے واسطے

واقفِ اسرارالانسان سِرّی کر مجھے
شہ سِرّی سقطیؒ نورالانبیاء کے واسطے

خودِفراموشی عطا کر مست اور بے خود بنا
حضرت معروف کرخیؒ پیشوا کے واسطے

نعمتِ صبرو رضا سے دل میرا معمور کر
بادشاہِ دیں علی موسیٰ رضاؑ کے واسطے

میری جان و دل جمالِ کاظمی پر ہو نثار
موسیٰ کاظمؑ امام ازکیا کے واسطے

جعفری علم و عمل کی خوشہ چینی ہو نصیب
حضرتِ جعفرؑ شہ صدق و صفا کے واسطے

جذبۂ باقر کا صدقہ دور کر رنج و الم
حضرتِ باقرؑ شہِ جودو عطا کے واسطے

ہو رگ و پے میں سرایت حُبّ زین العابدینؓ
شاہ زین العابدین زین العبا کے واسطے

زینتِ کون و مکاں فخرِ زمین و آسماں
سید السادات شاہِ کربلا کے واسطے

نورِ چشمِ مصطفیٰ ﷺ حضرت حسینِؓ باصفا
سید عالم امامِ دوسرا کے واسطے

اے خدا ہو جان سے زیادہ مجھے حبِ حسین
رحمتِ عالم حبیب مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

ہو شہیدِ کربلا کا ساتھ یارب حشر میں
حیدرِ صفدر علیؑ مشکل کشا کے واسطے

شہرِ یار لافتیٰ سرکار عالی مرتبہ
حضرتِ مولا علیؑ مرتضیٰ کے واسطے

لَا فَتیٰ اِلّا عَلِی لا سیف اِلّا ذوالفقار

شیرِ یزداں قوتِ رب العلا کے واسطے

میرے ہر موئے بدن سے ہو عیاں حُبّ رسول
باعثِ کون ومکاں خیر الوریٰ کے واسطے

حشر میں یارب ہوں زیر لواءِ الحمد میں
رحمتِ عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے

مرتے دم تک لب پہ ہو نامِ محمد ﷺ مصطفیٰ
سید الکونین ختم الانبیاء کے واسطے

ایک جاں تو جان کیا دے سینکڑوں جانیں اگر
میں کروں صدقے حبیبِ کبریا کے واسطے

اے خدا مقبول ہوں میری عقیدت کے یہ پھول
قلبِ مضطر نے چنے تیری رضا کے واسطے



مناجات شجرہ شریف

موجزن بحرِ کرامت ہو عطا کے واسطے
واہو آغوشِ اجابت اب دعا کے واسطے

تجھکو تیرا واسطہ ہے اے میرے پروردگار
دوڑ کر رحمت تیری آئے گدا کے واسطے

وہ درِ اقدس کہ جس سے فیض یاب عالم ہوا
واقیامت تک رہے جود و عطا کے واسطے

یا الٰہی ظلِّ مرشد تا ابد قائم رہے
ہاتھ اُٹھے ہیں ادب سے اس دعا کے واسطے

میں ہوں میری زندگی ہو میرے مرشد کیلئے
جو قدم اُٹھے وہ ہو ان کی رضا کے واسطے

مجھ کو ہر لحظہ ترے جلووں میں استغراق ہو
میرا ہر ہر سانس ہو تیری رضا کے واسطے

جگمگا اُٹھے الٰہی میرے دل کی انجمن
جس کی ضو ہو ضو فگن ارض و سما کے واسطے

تا قیامت ذرّہ ذرّہ دہر کا شاہد رہے
میں مٹوں اتنا محبت میں خدا کے واسطے

دین دنیا میں نہیں کچھ چاہتا تیرے سوا
تو ہو تیرے جلوے ہوں بس بے نوا کے واسطے

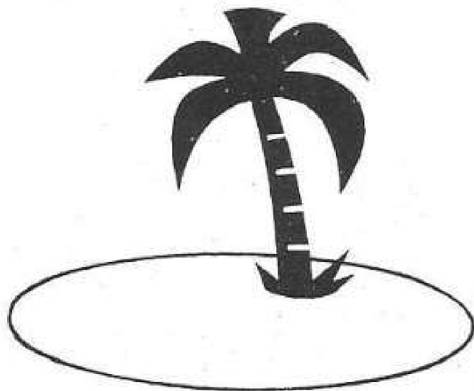
ماسوا تیرے نہ ہو مجھ کو کسی سے کچھ غرض
جو کروں تیرے لئے تیری رضا کے واسطے

دو جہاں کو بھول جاؤں کر عطا وہ بے خودی
تو ہو تیری یاد ہو قلبِ صفا کے واسطے

تیری بخشش کے تصدق تیری رحمت کے نثار
کر عطا سب کچھ فقیرِ بے نوا کے واسطے

پیش کرتا ہے ادب سے عبدستارؒ حزیں
ہو دعا مقبول اسکی اولیاء کے واسطے

(صاحبزادہ حضرت عبدالستار تیغ قدس سرہ)



دیگر

الٰہی جلوہ ہائے نور سے دل کو منور کر
مجھے بحرِ طریقت اور شریعت کا شناور کر
شہ ہردوسرا کے عشق سے دل کو مسخر کر
عطا ہر آرزوئے دل کو تائید پیمبر کر
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے

الٰہی اولیاء واصفیا کی شان کا صدقہ
عباد باصفا کی آن کا صدقہ
جناب عبد باریؒ کی معلّٰی شان کا صدقہ
علاء الدین شہؒ کے سرمدی ایمان کا صدقہ
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے

طفیلِ حضرت عبدالشکورؒ عارف کامل
ہوئی ہر دل کو جن کے فیض سے عرفانیت حاصل
بنایا حق نے تاج الاولیاؒ اسرار کا حامل
ہر اک ادراک سے بالا ہے جن کے عشق کی منزل
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے

طفیلِ اولیاء واصفیاء و اتقیاء یارب
عزیزِ خاطر پاک رسولِ دوسرا یارب
محبّ قدسیاں و جانشین بوالعلا یارب
میرے ملجا و ماوا حضرتِ شاہِؒ رضا یارب

میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے

طفیلِ حضرتِ عبدالحیؒ شیخ لاثانی
ہیں جن کے رخ پہ ضو افگن تجلیات یزدانی
طفیلِ مخلصِ الرحمانؒ شہ اقلیم عرفانی
جسے زیبا ہے عالم کی جہانگیری جہا ں بانی
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے

الٰہی شاہ امداد علیؒ دیندار کا صدقہ
الٰہی ان کے حسن و کثرتِ انوار کا صدقہ
طفیلِ حضرتِ مہدیؒ شہ ابرار کا صدقہ
حقیقت آشنا مظہر حسنِؒ سرکار کا صدقہ
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے

جناب فرحتِ اللہؒ شاہ ملت کے تصدق میں
شہ حسن علیؒ بحرِ سخاوت کے تصدق میں
الٰہیؔ شاہ منعمؒ فخرِ امت کے تصدق میں
خلیل الدینؒ خورشیدِ طریقت کے تصدق میں
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے

جناب سید جعفرؒ امام دیں کے صدقہ میں
جنابِ شاہ اہلِ اللہؒ حقیقت بیں کے صدقہ میں
نظام الدینؒ کے صدقہ میں تقی الدینؒ کے صدقہ میں
شہ عالم نصیر الدینؒ نور آگیں کے صدقہ میں
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے

شہ محمودؒ و فضل اللہؒ کے انوار کا صدقہ
جناب قطب دینؒ و نجم دین سرکار کا صدقہ
مبارک غزنویؒ کی دیدۂ بیدار کا صدقہ
نظام الدینؒ ثانی واقفِ اسرار کا صدقہ
میری آنکھیں منور دل حقیقت آشنا کردے
عطا فرما الٰہی میری ہر مشکل کو آسانی
طفیلِ حضرت شیخ شہاب الدین عرفانیؒ
برائے شیخ عبدالقادرؒ محبوب سبحانی
بحق بو سعیدؒ پیر پیراں شیخ لاثانی
میری آنکھیں منور دل حقیقت آشنا کردے
جناب بو الحسنؒ کے گیسوے خمدار کا صدقہ
ابو یوسفؒ قسیم بادۂ اسرار کا صدقہ
جناب شہ رحیم الدینؒ کے انوار کا صدقہ
شہ عبدالعزیزؒ گوہر شہوار کا صدقہ
میری آنکھیں منور دل حقیقت آشنا کردے
جناب شاہ شبلیؒ کے گلِ رخسار کا صدقہ
عطا فرما الٰہی نرگسِ مے بار کا صدقہ
رئیس الطائفہ شاہ جنیدؒ ابرار کا صدقہ
انھیں کی چشم مست و گیسوئے خمدار کا صدقہ
میری آنکھیں منور دل حقیقت آشنا کردے

جناب سری سقطیؒ مطلع انوار کا صدقہ
شہِ معروف کرخیؒ مخزنِ اسرار کا صدقہ
رئیس العارفین موسیٰ رضاؑ سرکار کا صدقہ
امام کاظمؑ سرچشمہ انوار کا صدقہ
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے
امامِ جعفرؑ صادق شہ ابرار کا صدقہ
شہِ باقرؑ میرے آقا میری سرکار کا صدقہ
الٰہی درد قلبِ عابد بیمار کا صدقہ
حسینؑ ابن علیؑ سر چشمۂ انوار کا صدقہ
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے
علیؑ مشکل کشائے حیدرِ کرارؑ کا صدقہ
امیر لشکرِ دیں قافلہ سالار کا صدقہ
الٰہی سرورِ عالم میری سرکار کا صدقہ
شہنشاہ مدینہ ﷺ احمد مختار کا صدقہ
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے
الٰہی اپنے لطف و مہر اور احسان کا صدقہ
نظر محمود پر رکھ اپنی عزو شان کا صدقہ
شفیع عاصیاں سردار انس و جان کا صدقہ
شہِ عبدالشکورؒ صاحب عرفان کا صدقہ
میری آنکھیں منوردل حقیقت آشنا کردے

(حکیم محمود علی خان محمود سکندر آبادی شکوری)

اورادو معمولات مشائخ

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ گیارہ مرتبہ

اللہ پاک ہے اور اسی ہی کے لئے (تمام) تعریفیں ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ

اللہ پاک ہے اور اللہ کے لئے ہی سب تعریف ہے اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ (ہی) سب سے بڑا ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَ یُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۲۰ مرتبہ (ہر سہ دن میں ایک مرتبہ)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کا (یہ سارا) ملک ہے اسی کے لئے (تمام) تعریف ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی موت دیتا ہے اسی کے ہاتھ میں ہے (سب) بھلائی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سید الاستغفار

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

اے اللہ تو ہی میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا ہی بندہ ہوں میں تیرے وعدے اور عہد پر (قائم) ہوں (اپنی طاقت کے مطابق) جتنا مجھ سے ہو سکا میں پناہ مانگتا ہوں ان (تمام کاموں) کے شر سے جو میں نے کئے اور میرے اوپر جو تیری نعمتیں ہیں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں پس تو میرے گناہ بخش دے اس لئے کہ تیرے سوا اور کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا

(ہر نماز پنجگانہ کے اختتام اور دعا کے بعد ایک بار اور عصر اور مغرب کے درمیان کم از کم تین مرتبہ زیادہ جتنا ہو سکے)

وظیفہ غوثیہ

اَلْمُحِیْطُ الرَّبُّ الشَّهِیْدُ الْحَسِیْبُ الْفَعَّالُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

۱۱ مرتبہ بعد نماز عصر

احاطہ کرنے والا، حاضر و ناضر، سب کے لئے کفایت کرنے والا، بہت کام کرنے والا، پیدا کرنے والا، جان ڈالنے والا، صورت دینے والا، اے پروردگار بے شک میں عاجز ہوں تو بدلہ لے (یعنی مدد کر)

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما نبی امی ہمارے آقا حضرت محمدؐ پر آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر برکت نازل فرما اور سلام بھیج۔

بعد نماز عصر ٹہلتے ہوئے یا روزمرہ کی مصروفیات کے دوران ۵ سو مرتبہ یا کم از کم ۳ سو مرتبہ

چہل کافؒ

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَاكِفَةً ○

كِفُكَافُهَا كَكَمِينٍ كَانَ مِنْ كَلَكًا ○

تَكُرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكَرِّ فِيْ كَبَدٍ ○

تَجَلّٰى مُشَكْشَكَةً كَلُكْلُكٍ لَكَكًا ○

كَفَاكَ مَا بِيْ كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتَه، ○

يَا كَوْكَبًا كَانَ تَحْكِيْ كَوْكَبَ الْفَلَكَا ○

اے دل! جس پروردگار نے بہت مصیبتوں میں تیری کفایت (وحمایت) کی ہے وہی پروردگار ان مصائب میں جو بھاری لشکر کی طرح گھات میں ہے اب بھی تیری کفایت کرے گا۔ (ان مصائب میں تیرے لئے کافی ہوگا) جو مصائب کہ پے در پے (اور) سخت (اور) مضبوط رسی (کی مانند) اور نیزہ زن مسلح لشکر اور فربہ اور قوی اونٹ کی طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ اے ستارے (اے قلب روشن!) جو آسمانی ستارے کی مانند (منور اور درخشاں) ہے (یقین رکھ کہ!) تیرا رب (تیرا مولیٰ) تمام پریشانیوں سے اب بھی تجھے کفایت کرے گا جیسا کہ گزشتہ پریشانیوں میں (اس قادر وکریم) نے تیری کفایت کی۔

(ترجمہ از حضرت قبلہ سکندر شاہ صاحبؒ)

جہاں تک ممکن ہو یا کم سے کم تین مرتبہ ہر نماز کے بعد

ؒ چہل کاف حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ، کی طرف منسوب ہے حل مشکلات کیلئے اکسیر مانا جاتا ہے سلسلہ قادریہ میں ہمیشہ معمول رہا ہے۔

درود شریف غوثیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی سَیِّدِنَا الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ ط

گیارہ مرتبہ بعد نماز عصر

اے اللہ درود نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمدؐ پر اور ہمارے آقا حضرت محمدؐ کی آل پر اور ہمارے سردار غوث الاعظم (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ) پر

درود شریف قادریہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الطَّا ھِرِ الزَّکِیِّ
صَلٰوۃً تُحَلُّ بِھَا الْعُقَدُ وَتُفَکُّ بِھَا الْکُرَبُ صَلٰوۃً تَکُوْنُ
لَکَ رِضیً وَلِحَقِّہٖ اَدَآءً وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَا بِہٖ وَبَا رِکْ وَسَلِّمْ

اے اللہ رحمت کاملہ عطا فرما نبی اُمّی ہمارے آقا حضرت محمدؐ (جو) پاک کرنے والے (ہیں) پر ایسی رحمت (نازل فرما) جو گرہوں کے کھولنے کا سبب بنے ایسی رحمت (نازل فرما) جس کے ذریعے سختی اور دکھ دور ہو جائیں ایسی رحمت (نازل فرما) جو تیری خوشنودی اور رضا کے حصول کا ذریعہ بنے اور جو آپ (حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم) کے حق کے ادا کرنے کا ذریعہ بنے آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر برکت نازل فرما اور سلامتی بھیج۔

گیارہ مرتبہ بعد نماز فجر

اورادخاص حضور پرنور روحی فداہٗ

سندالعارفین حضرت تاج الاولیاء شاہ محمد عبدالشکور قدس اللہ سرہٗ کے خاص اوراد ہیں۔ آپ ہمیشہ اُن پر مداومت فرماتے تھے۔حضرت شمس الاولیا شاہ محمد علاء الدین قدس اللہ سرہٗ اور سلسلہ کے دیگر بزرگ بھی ان اورادکو ہمیشہ ادافرماتے رہے۔۔

بعداز ہرنماز پنجگانہ

چاروں قل اور سورۃ فاتحہ .... تین تین مرتبہ

الم تا مفلحون .... تین مرتبہ

آیۃ الکرسی .... تین مرتبہ

درود شریف .... تین مرتبہ

سیدالاستغفار .... تین مرتبہ

چہل کاف .... تین مرتبہ

پھر درود شریف .... تین مرتبہ

معمولات شریف

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں معمولات شیخ اُن امور کو کہتے ہیں جن کو شیخ نے اختیار کیا۔
مرید پر اپنے حضرت شیخ کے معمولات کو اختیار کرنا واجب اور لازم ہے۔ فرائض اور سنن کے
بعد ان معمولات میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ (سیرت فخر العارفین، از حضرت سکندشاہؒ)

۱۔ پچھلی رات کو تہجد گذارنا

۲۔ صبح کی نماز تک ذکر اور مراقبہ میں مشغول ہونا

۳۔ بعد نماز صبح مراقبہ کرنا (بعد نماز صبح اکثر لوگوں کو ذکر کے لئے حکم دیا ہے)

۴۔ اس کے بعد تلاوتِ قرآنِ مجید

۵۔ دلائل الخیرات شریف بروایت علی حریریؒ

۶۔ دعائے حزب البحر شریف، بروایت مولوی برہان صاحب فرنگی محلی لکھنوی

۷۔ نماز چاشت چار رکعت دو سلام کے ساتھ پڑھنا

۸۔ دنیا کے کاموں کو دیکھنا

۹۔ دوپہر کا کھانا کھا کر فرصت ہو تو قیلولہ کرنا

۱۰۔ بعد نماز ظہر امورات دینوی

۱۱۔ بعد نماز عصر درود شریف تین سو مرتبہ شغل یا بے شغل ٹہلتے ہوئے پڑھنا

۱۲۔ بعد نماز مغرب عشاء تک مراقبہ

۱۳۔ عشاء کے بعد کھانا کھانا وغیرہ

